SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 01, 1999.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Mr. Khuda-i-Noor) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون - واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصٰبرین- ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس و یصدون عن سبیل اللہ واللہ بما یعملون محیط -

ترجمہ ۔ مومنو ! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو۔ اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مدد گار ہے۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں ۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، جزاک اللہ۔ .Leave applications

جناب محمد انور خان درانی ، بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 25 اور 26 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ان کی درخواست منظور ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب ایم ظفر ناگزیر وجوہات کی بنا پر 25 اور 26 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ حاجی گل آفریدی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 تا 26 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ذاتی وجوہات کی بنا پر یکم تا 3 مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب پرویز رشید سرکاری مصروفیات کی بنا پر مورخہ 25 اور 26 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ قاضی محمد انور نے بعض پیشہ وارانہ مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ یکم مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سرانجام خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ یکم مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ' کیا درخواست منظور ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ کیپٹن حلیم صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں ایک سرکاری میٹنگ کی وجہ سے آج یکم مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے ۔ جی جمیل الدین عالی صاحب فرمائیے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی ۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ تین دن پہلے یعنی جو اجلاس جمعہ کو ہوا تھا اس دن بھی اور اس سے ایک دن پہلے بھی جناب چیئرمین صاحب اور انور بھنڈر صاحب کی صدارت میں جب اجلاس ہوا ' آپ بھی اس دن تشریف رکھتے تھے ۔ اس بات پر کافی بحث ہوئی کہ اراکین محترم اس ایوان میں' جس کو ایوان بالا کا خطاب دیا گیا ہے ' بر وقت تشریف لائیں۔ اس وقت تقریباً سب کے چہروں سے ' اس مباحثے میں ' یہ بات ٹپکتی تھی اور ان کی آنکھوں سے ظاہر ہو تا تھا کہ وہ اپنے تاخیر سے آنے پر شرمندہ ہیں اور آئندہ وقت پر آئیں گے ۔بعض نے کھڑے ہو کر کہا بھی اور سب کے رہنماؤں نے بھی کہا' اعتزاز صاحب نے بھی اس بات پر گفتگو کی' رضا ربانی صاحب نے بھی گفتگو کی' میاں وٹو صاحب نے بھی گفتگو کی ' ان تمام وعدوں کے بعد بھی جناب میں اس پختہ عمر میں اتنی بڑی نام نہاد یا حقیقی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے' یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جب بحث بھی ہو چکی ہوتی ہے اور جیسے ہمیشہ ہوتا ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے کہ ہم لوگ وقت پر نہیں آتے ۔ ہال پر جناب خرچ ہوتا ہے۔ بجلی کا خرچہ ہوتا ہے' اسے گرم رکھنے پر خرچہ ہوتا ہے' اسٹاف پر خرچہ ہوتا ہے۔ ہمیں تنخواہیں ملتی ہیں۔ ہمیں ڈی اے ملتا ہے۔ ہمیں ٹی اے ملتا ہے۔ قوم منتظر رہتی ہے کہ ہمارے رہنمایانِ عظام جا کر کچھ ہمارے لئے کام کریں گے ۔ خدمت کریں گے ۔ parliamentary practices کو عام کریں گے۔ قانون سازی کریں گے۔ ادھر پھر جناب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر کچھ response بہتر ہے تو وہ اپوزیشن کے حضرات کی طرف سے ہے۔ آپ اس وقت بھی ملاحظہ کریں گے کہ اپوزیشن کے بہت سے حضرات یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں قطعاً ان میں شامل نہیں

ہوں۔ میں تو غریب آدمی ہوں ۔ الگ بیٹھتا ہوں لیکن باقاعدہ اپوزیشن بیٹھتی ہے، جبکہ جو لوگ حکومت کر رہے ہیں اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ہم پر، ان کی تعداد آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی ہے۔

آج یہ ہوا ہے، آپ ان دو بختوں کو یاد کیجئیے ، سب سے پہلے، اسے اتفاق کہیئے یا ان کی شرافت کہیئے یا ان کی دیانت کہیئے ، سب سے پہلے ہمارے وزیر گوہر ایوب صاحب تشریف لائے تھے۔ بالکل in time تھے ۔ بہت دیر بیٹھے رہے ۔ اس کے بعد وہ کہیں چلے گئے۔ پھر میں حاضر ہوا۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: جناب ابھی عالی صاحب نہیں آئے تھے جب میں یہاں پر آیا تھا۔ کوئی اور صاحب یہاں پر نہیں تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب عالی صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں ۔ ویسے آپ نے جو remarks دیئے اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب میں آپ کی مدد چاہتا ہوں۔ آپ ایک تو حکومت سے کہیں کہ اگر اس نے کوئی serious business نہیں کرنا ہے تو وہ کیوں یہ زحمت کر رہی ہے ؟ دوسرا یہ کہ آپ اس سلسلے میں کوئی ruling دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب وٹو صاحب! عالی صاحب جو کہہ رہے ہیں اور جو ہمارے چیئرمین صاحب نے بھی پہلے کہا ہے ۔بات واقعی صحیح ہے کہ کم از کم treasury benches والوں کو آپ ہدایات جاری کریں کہ وہ وقت پر تشریف لایا کریں۔ ان کو وقت پر آنا چاہیئے ۔ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ ان کو تاکید کریں۔ اگر وہ وقت پر آئیں تو یہ اچھی بات ہو گی۔ کام بھی ٹھیک ہو گا۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب چیئرمین! بات اس سے زیادہ ہے۔ اسلام الدین صاحب آ گئے تھے، وٹو صاحب وقت پر تشریف لے آئے تھے ۔ کم از کم اس وقت پر تو نہیں لیکن سب سے پہلے آنے والوں میں تھے۔ ہم نے دیکھا ہے ۔ ہم گواہ ہیں۔ جناب ! لوگ باہر یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی ایسی بات ہے خاص جو ہم نہیں جانتے، ہم تو معمولی لوگ ہیں ۔ ظاہر ہے پیچھے بیٹھتے ہیں کہ کوئی ایسی خاص بات ہے کہ حکومت دن تو پورے کرانا چاہتی ہے اس ایوان کے

لیکن حکومت کو بھی کوئی serious business نہیں کرنا اور اپوزیشن کو ـــــــ

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عالی صاحب! اللہ کرے آپ آگے والی سیٹوں پر آجائیں۔ دوسرا میں بھی ان کو یہی کہہ رہا ہوں ۔ میں بھی آپ کی بات ہی وٹو صاحب سے کہہ رہا ہوں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: کم از کم آپ اس Chair پر ہیں ۔ آپ چیئرمین کی جگہ ہیں۔ آپ ہمارے اس وقت چیئرمین ہیں اور آپ کے وہ تمام اختیارات ہیں جو چیئرمین کے ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک ruling دیں ۔ اگر آپ کے امکان میں ہو یا دیر سے آنے والوں کے لئے کوئی جرمانہ مقرر کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں وٹو صاحب کو کہہ رہا ہوں کہ وہ تمام ممبران کو ہدایت کریں کہ وہ یہاں پر تشریف لائیں۔ اس کو اب ruling سمجھیں یا کچھ اور یہ جرمانہ تو میرے خیال میں کسی قانون ' آئین یا rule کے مطابق ہے ہی نہیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب رضا کارانہ جرمانہ جناب ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا کارانہ انشاء اللہ پھر کریں گے۔ میں تو ان سے پھر یہی کہوں گا کہ تمام ممبران سے کہیں کہ وہ وقت پر آئیں کیونکہ یہ بہت serious بات ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: میں یہ عرض کروں گا کہ واقعی عالی صاحب کی بات بہت ہی اعلیٰ ہے اور قابل تقلید ہے ہمارے لئے کہ ہم سارے لوگ اس سلسلے میں سوچیں' مجھے امید ہے کہ ان کی اس اپیل پر بھی ہمارے دوست غور فرمائیں گے۔ میں بھی اپنی کوشش کروں گا کہ ہمارے ممبر حضرات باقاعدہ زیادہ سے زیادہ حاضر ہوں۔ راجہ صاحب بھی ابھی تشریف لانے والے ہیں' ان سے بھی میں استدعا کروں گا' ہم دوبارہ دوستوں سے درخواست کریں گے کہ وہ مہربانی کر کے تشریف لائیں۔ واقعی اس معزز ایوان میں' جو کہ ایوان بالا ہے اس کے رکن کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اراکین کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری توجہ سے کام کریں' پوری لگن سے کام کریں۔ عالی صاحب نے جو بات کی ہے اس سے تو کوئی اختلاف کر ہی نہیں سکتا' میں تو خود اس معاملے میں ان کی support کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی زاہد خان صاحب on point of order ۔

جناب زاہد خان: جناب چیئرمین! جب آخری دن اجلاس adjourn ہوا تھا تو اس دن ہماری آٹے کے مسئلے پر بات ہو رہی تھی، تو یہ کہا گیا تھا کہ آج کے دن وزیر صاحبان آئیں گے تو پھر بات ہو گی۔ ایک اور اہم مسئلہ تھا وزارت داخلہ کا، آپ غور کریں کہ وزیر داخلہ آج بھی موجود نہیں ہیں، وزیر خوراک بھی موجود نہیں ہیں۔ آج Private Member's Day ہے، اراکین اس پر اظہار خیال بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اراکین سینٹ تو آتے ہی نہیں ہیں، کم از کم وزراء صاحبان تو آئیں ناں، جو حکومت سے تنخواہ لیتے ہیں، جو حکومت کے وزیر ہیں، وہ کیوں نہیں آتے ہیں؟ آٹے کا مسئلہ عوام کا مسئلہ ہے، سب سے اہم مسئلہ ہے۔ آٹے کی فراہمی میں رکاوٹ کی وجہ سے سب سے زیادہ تکلیف عوام کو ہے، اس کا جواب ہمیں کون دے گا؟ صرف دو وزیر آ کر بیٹھے ہوئے ہیں، دو ہی ان کے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں، ہم ممبران کی تو بات ہی نہیں کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: زاہد صاحب گذارش یہ ہے کہ ابھی کافی وقت ہے، انشاء اللہ آجائیں گے۔

جناب محمد زاہد خان: جناب والا! اجلاس کا ٹائم ساڑھے چار بجے کا تھا، ابھی 6 بج رہے ہیں۔ کہاں وقت ہے ان کے آنے کا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! اگر صرف پوائنٹ آف آرڈر کی بجائے rules کے مطابق کسی معاملے کو لیں-----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب، اس دن بھی میں نے preside کیا تھا، آپ نے اس پر آخر میں تھوڑی بہت بات کی تھی لیکن پھر بھی یہ طے ہوا تھا کہ لالیکا صاحب آئیں گے تو بات کریں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: اس دن چونکہ یہ مکمل ہو چکا تھا، لیکن میں ان کا پتہ کرتا ہوں اگر وہ available ہیں تو ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہاں تشریف لائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ پتہ کرلیں تو بڑی اچھی بات ہو گی۔

جناب محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! اس دن لالیکا صاحب جب اٹھ کر جا رہے تھے، تو میں نے چیئرمین صاحب کو نشاندہی کی تھی اور انہوں نے یہاں floor of the House پر ہم

سب کو مطمئن کیا کہ سوموار کو وزیر آئے گا اور آپ کو جواب دے گا۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ جی wind up ہو گیا تھا۔ یہ کیسی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موشن ختم ہو گیا تھا' موشن پر بات ہو گئی تھی۔ وٹو صاحب کم از کم آپ اپنے حافظے کو تو حاضر رکھیں۔ آپ نے ہاؤس کو چلانا ہے' اس طرح تو نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: موشن تو پیش ہو گیا تھا' بہرحال ان کو کہہ دیا گیا ہے کہ وہ ان کا پتہ کریں۔ جی حاجی صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ وٹو صاحب نے آج ایک statement دینا تھی encroachment کے بارے میں۔ اب چونکہ آج یہ موجود ہیں تو اسلام آباد میں encroachment removal کے بارے میں اپنا بیان دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ میں نے ان سے رپورٹ منگوائی ہے' میں پتہ کرواتا ہوں کہ رپورٹ آئی ہے یا نہیں' اگر آ گئی ہے تو میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی' جہانگیر بدر آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب جہانگیر بدر: جناب والا! میرا point of order ہے وہ بھی آٹے کے متعلق ہے۔ گو کہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن جناب چیئرمین! اخبارات بہت شور ڈال رہے ہیں۔ اتفاق سے میں Food Committee کا چیئرمین ہوں' وہاں پر انہوں نے کمیٹی میٹنگ میں ' ممبران کمیٹی تشریف فرما ہیں' ان کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ وہ ملک میں آٹے کی قلت قطعی طور پر نہیں ہونے دیں گے۔ اب پنجاب میں بھی بہت آٹے کا مسئلہ پیدا ہوا ہے اور اتفاق یہ ہے کہ انہوں نے جو وضاحت پیش کی ہے اور جو statement اخبارات میں دی ہے وزیر خوراک صاحب نے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر ان سب باتوں کو لالیکا صاحب کے آنے تک موخر کر لیں' ان کے سامنے بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب جہانگیر بدر: جناب والا! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ یہاں پر وزیر خوراک

تشریف فرما نہیں ہیں' وہ اس وقت کسی گندم کے کھیت میں ہوں گے' گندم کی صورتحال دیکھنے کے لئے۔ کیونکہ خوراک کمیٹی کی میٹنگ میں جب بھی پوچھا گیا کہ وہ آتے نہیں تو جواب دیا گیا کہ وہ کسی کھیت میں گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرحال وہ گئے ہونگے۔ آپ ضرور بولیں۔ میں کہتا ہوں آپ اسی point of order پر ضرور بولیں۔

جناب جہانگیر بدر: جناب میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اگر دوسری طرف کوئی وزیر صاحب ان کے behalf پر یا حکومت کے behalf پر جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں ورنہ پھر انتظار کر لیں۔ میری بات ان کی statement کے متعلق ہے اور statement یہ ہے کہ وہ یہ فرما رہے ہیں اخبارات میں کہ یہ جو آٹے کا بحران آیا ہے اس کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ بول کے گھر چلے گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ فلور ملیں پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی ہیں۔ جناب جب ان سے وضاحت لی جائے تو وہ statement کے ساتھ آئیں اور آ کے بتائیں کہ کتنی فلور ملیں پیپلز پارٹی والوں کی ہیں اور کتنی فلور ملیں مسلم لیگ والوں کی ہیں۔ اگر زیادہ تعداد پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی ہوئی تو ہم یہ ذمہ داری قوم کے سامنے قبول کریں گے کہ حکومت کی ہمیشہ سے یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایک طرف امن و امان مہیا کرے تو دوسری طرف جتنی کھانے پینے کی اشیاء ہیں یہ فراہم کرے۔ جب سے یہ معاشرہ بنا ہے' یہ ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے۔

جناب! یہ ایک طرف تو ذمہ داری سے بھاگ رہے ہیں اور دوسری طرف جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کے ہر فن مولا وزیر ہیں وٹو صاحب' یہی اس میں کچھ فرما دیں۔ یہ تو ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ اس بات کی بھی یہاں وضاحت کر دیں کہ کیا ان کے ذمہ کوئی بات ہے؟ یہ بتا دیں کہ آٹے کی ملیں پاکستان پیپلز پارٹی والوں کی ہیں؟ کیا اس بحران کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی پر عائد ہوتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اتنا جسم ہے ان کا اور اتنی جان ہے ان کی اور جھوٹ اتنا بولتے ہیں۔ ان کو اپنے جسم کے مطابق جھوٹ بولنا چاہیئے۔ اس لیے یہ کچھ خدا کا خوف کریں اور قوم کو صحیح صورت حال بتائیں کہ وہاں پر یہ آٹا فراہم نہیں کر سکے' یہ اس کا انتظام نہیں کر سکے' وعدے کے باوجود اس کو manage نہیں کرسکے۔ یہ ان کی mismanagement ہے' یہ ان

کی ناکامی ہے اور اپنی ناکامی کو یہ دوسروں پر ڈال رہے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ وزیر صاحب کو یہاں پر بلائیں۔ تمام لوگ سرحد والے، بلوچستان والے، پنجاب والے سب آٹے پر چیخ رہے ہیں۔ وہ یہاں پر آکے کچھ تو کہیں۔ میں آپ سے توقع کروں گا۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بالکل وہ آئیں گے۔ مل ہر ایک کی ہو سکتی ہے چاہے وہ پیپلز پارٹی کا ہو یا مسلم لیگ کا ہو چاہے جس کا بھی ہو۔

جناب جہانگیر بدر: میں جناب ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہ رہا ہوں کہ اپنی ناکامی کی ذمہ داری دوسروں پر مت ڈالیں۔ یہاں حقائق کے ساتھ آئیں اور یہاں پر میدان میں آکر بات کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سید محمد جواد ہادی۔

سید محمد جواد ہادی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب میرے پاس ایک اہم قرار داد ہے جس پر کوئی تیس چالیس سینیٹر صاحبان کے دستخط ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ویسے بھی وزراء صاحبان تشریف نہیں رکھتے ہیں کہ وہ فوڈ وغیرہ کے مسئلے پر بات کریں۔ آپ پہلے اس آئٹم کو لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بات آپ کی صحیح ہے لیکن یہاں جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو ان کو بھی اگر ٹائم نہ دیا جائے تو وہ بھی اچھی بات نہیں۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر کے بعد جب یہ نمٹ جائیں گے تو پھر اس کے بعد آپ کی قرار داد آجائے گی۔

سید محمد جواد ہادی: میں ان حضرات سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس قرار داد کو آنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرے خیال میں فی الحال آپ تشریف رکھیں، قرار داد پر بات ہوگی اور ضرور ہوگی یہ میرا وعدہ ہے۔ جناب شیخ صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ: یہ ملوں کے نام اور ملوں کے مالکوں کے نام آج اخبار میں شائع کرا دیں۔ ساری دنیا جان جائے گی کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس غالباً دو سے زیادہ ملیں نہیں ہیں اور ۸۰ ملیں ان کی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں شیخ صاحب اس بارے میں اگر سوال ہی دے دیں، سوال کے طور پر آ جائے ---

جناب رفیق احمد شیخ: وہ تو پھر جواب پتہ نہیں کب آئے گا۔ اپریل تو تیرہواں مہینہ کہلاتا ہے لیکن فروری میں تیرہواں مہینہ آجانا قیامت کی نشانی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: شکریہ جی۔ یہ ویسے عوام کو تو اس بات سے غرض نہیں ہے کہ کس کی کتنی ملیں ہیں، کس کی کتنی ملیں نہیں ہیں۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر: آپ آٹے پر ہی بولنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جی جی آٹے پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس پر جب وہ آ جائیں گے، ان کو بلایا ہے تو پھر بے شک بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: میں صرف اتنا عرض کروں گا جناب چیئرمین صاحب! یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے، یہ بنیادی ضرورت ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاکستان کے جو غریب لوگ ہیں جن کو گوشت اور protien نہیں ملتا ان کا سب کچھ آٹا ہے۔ یہ سچی بات بھی ہے، یہ اپنی جگہ پر حقیقت ہے۔ کیونکہ باقی چیزیں عام آدمی کے بس سے باہر ہیں یعنی سبزی ہے یا گوشت ہے یا میوہ جات ہیں وہ اس کے بس سے باہر ہیں۔ وہ بے چارے high protien diet تو نہیں لے سکتے۔ سب سے بڑا ذریعہ لوگوں کا جو ہے وہ آٹا ہے جس سے وہ روکھی سوکھی جیسے بھی ہو وہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرتے ہیں۔ جناب یہ بنیادی مسئلہ ہے۔ یہ بحران واقعتاً شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

جب پنجاب میں بھی لوگوں کو آٹا نہیں مل رہا ہے۔ پختونخواہ صوبے والے کافی عرصے سے یہی باتیں کرتے آرہے ہیں کہ بھئی آٹا نہیں ہے اور جناب چیئرمین صاحب! قیمتیں بھی مختلف ہیں، یہ غضب دیکھیں ناں۔ اب یہاں سے اٹک پار جائیں تو اس کی اور قیمت، پھر اور آگے جائیں تو اور قیمت، یہ پچاس پچاس روپیہ، ساٹھ ساٹھ روپیہ یعنی قیمت میں double یہ بھی

فرق ہے۔

بلوچستان کی طرف جائیں تو وہاں تو اور بھی مصیبت ہے۔ ہمارے لوگ ڈیرہ غازی خان سے لورا لائی کی طرف اور لورا لائی سے ڈیرہ غازی خان' ملتان تک' اپنے کاروباری حساب سے آتے ہیں۔ تو جناب یہاں سے ایک تھیلا آٹا فورٹ منرو سے نہیں چھوڑتے۔ اب یہاں بتاؤں کہ ایک ایسا پریشان کن مسئلہ ہے کہ اپنے ملک کے اندر' بھی کوئی سمگلنگ تو نہیں ہے۔ جہاں سمگل ہو رہی ہے اس کو کوئی بھی check نہیں کرتا لیکن جو اپنے ملک کے شہری ہیں ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں اگر وہ ڈیرہ غازی خان سے' ملتان سے آتا ہے تو اس کی ایک تھیلی آٹا بھی اتار لیتے ہیں۔ یہی حال جیکب آباد سے اس طرف ہے' تو جناب والا! یہ ایک مجموعی مسئلہ ہے جو لوگوں کے لئے ' ملک کے غریب عوام کے لئے' محنت کش عوام کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس کا نوٹس لے' اس سے پہلے کہ یہ ایک شدید بحران کی صورت اختیار کرے اس کا کوئی حل تلاش کیا جائے۔ باقی سرمایہ دار ؛ جاگیردار ہر جگہ ہیں' دونوں طرف ہیں' ادھر بھی ہیں' ادھر بھی ہیں۔ تعداد خدا کو معلوم ہے کہ ادھر زیادہ ہیں یا ادھر زیادہ ہیں۔ جس کے پاس کرسی ہوتی ہے وہاں تعداد زیادہ ہو جاتی ہے جب اس کی کرسی چلی جاتی ہے پھر چکر بھی ہے جناب' تو خیر گھر کا مسئلہ ہے۔ بہرحال سمگلنگ کی بھی روک تھام ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ سید قاسم شاہ۔ اچھا آپ نہیں ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں آپ کو صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ میں نے ابھی Food Minister صاحب کو اطلاع بھجوائی ہے کہ وہ یہاں تشریف لائیں تو امید ہے کہ نماز کا جو وقفہ ہو گا اس کے بعد آ جائیں گے۔ وہ آ رہے ہیں' یہ شروع کرائیں' Order of the Day شروع کرائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اس کے بعد کیا ہے۔ Item No. 2 ہے۔ اب اگر چونکہ Private Members Day ہے۔ اگر ہم Business کی طرف آ جائیں' جو ہمارا ایجنڈا ہے اسی کی طرف آ جائیں تو میرے خیال میں تو سب سے پہلے Item No. 2 ڈاکٹر حئی صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب!

I request the honourable House

"that the leave be granted to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan {The Constitution (Fifteenth Amendment) Bill, 1998-"

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اس کے بارے میں جناب والا! آپ کی اجازت سے فاضل ممبر صاحب کی خدمت میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل Article 27 کی amendment کے بارے میں Standing Committee کی report کے بعد ہاؤس میں زیر غور ہے۔ اور اس سلسلے میں حزب اختلاف کے بہت سارے ساتھیوں سے میں نے، راجہ صاحب نے اور لاءمنسٹر نے بھی تبادلہ خیال کیا ہے اور اس میں بہت ساری parties ہیں جو اس بل کو support کرتی ہیں اور اس سلسلے میں ایک amendment بھی ان کے نوٹس میں لائی گئی ہے تو جو بل آپ move کرنا چاہتے ہیں وہ اسی ایوان میں کمیٹی سے ہو کے legislation کے لئے final stages میں ہے تو میں فاضل ممبر صاحب سے استدعا کروں گا وہ مہربانی فرما کر اس بل کے passage میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب، already اس ایوان میں ایک بل آخری مراحل میں کمیٹی کے پاس ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ بل کمیٹی سے ہو کر اس ایوان میں اب ready for passage ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب! کیا ایسی صورت میں آپ اس بل پہ زور دیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ حکومت اس ایوان میں یہ بل جلد از جلد لانا چاہتی ہے تو میں بھی اس معزز ایوان کے رکن کے طور پر یہی چاہتا تھا کہ اگر وہ لا رہے ہیں اور اس میں کوئی تاخیر نہیں ہوگی تو میں ان کے اس اقدام کو سراہتا ہوں، لہذا اس بل کو ڈیفر کر دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں تو ڈیفر کر دیتے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اس کے passage میں تعاون فرمائیے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ- جناب ہم حکومت کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر- یہ بل ڈیفر کیا جاتا ہے - Item No. 4, Iqbal Haider Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, Syed Iqbal Haider is not here but I have written authorization from him to pilot the bill for him.

Mr. Presiding Officer: Yes, you can move the bill.

INTRODUCTION OF THE BILL TO AMEND THE DRUGS ACT 1976 [THE DRUGS (AMENDMENT) BILL, 1998].

Mian Raza Rabbani: Sir, I seek to move that leave be granted to introduce a bill to amend the Drugs Act, 1976 [The Drugs (Amendment) Bill, 1998].

Mr. Presiding Officer: Minister for Health.

مخدوم محمد جاوید ہاشمی- جناب والا! میں اس سلسلے میں دو تین گزارشات کرنا چاہتا ہوں - پہلی بات یہ ہے کہ 1976 کے بعد میری وزارت اور ہماری حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ 23 سال بعد ہم بنیادی تبدیلیاں لے کر آئے ہیں - ہم نے جعلی دوائیں بنانے یا بیچنے والوں کے لئے سزاؤں میں اضافہ کیا ہے - ایک آرڈیننس کی شکل میں ہم نے اس کو introduce کر دیا ہے - اس وقت وہ law موجود ہے - اس کو ہم قومی اسمبلی میں بھی لے آئے ہیں - وہاں وہ ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے - اس سلسلے میں میری اقبال حیدر صاحب اور میاں رضاربانی صاحب سے بات بھی ہوئی ہے - جس قانون کی اس وقت enactment ہوئی ہے وہ ساری چیزیں ہم provide کر دیتے ہیں - اس پر مزید جو بہتر تجاویز یہ ہمیں دے سکیں' privately بھی اور یہاں پر بھی ' میں ان تجاویز کا خیر مقدم کروں گا اور ان کی اس contribution کا بھی میں خیرمقدم کرتا ہوں کہ وہ اپنے طور پر ایک کوشش کر رہے ہیں - بنیادی صورتحال یہ ہے کہ اسمبلی میں یہ موجود ہے' قائمہ کمیٹی کے پاس جا چکا ہے۔ اس وقت اگر سینیٹر صاحبان اس بات پر اصرار

کریں تو مجھے اس بل کے introduce کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ لیکن میں پھر وہی بات عرض کروں گا کہ بنیادی طور پر اس بورڈ کے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کے لئے پرائیویٹ پارٹی کو بھی ہم include کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اسی طریقے سے spurious drugs کی سزاؤں کو ہم سات سے دس سال تک بڑھا چکے ہیں لیکن اس سلسلے میں آپ کی جو مزید تجاویز ہمیں ملیں گی میں ان کا دلی طور پر خیر مقدم کروں گا۔

Mr. Presiding Officer: Raza Rabbani Sahib, what do you want to say about this?

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the honourable Health Minister. I do acknowledge that the Health Minister has promulgated an Ordinance and that has now been tabled in the National Assembly and as he has said it has probably been sent to the committee of which I am not aware of but if the honourable Minister says so I take his words. But I think

بنیادی طور پہ یہ ایکٹ مختلف ہے اس سے جو Ordinance حکومت لے کے آئی ہے اور جو نیشنل اسمبلی کی Standing Committee کو اس وقت refer کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت جناب جو amendment لانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس میں sale and administration اور ان کو بغیر prescription of a registered and freely use of dangerous drugs medical practitioner نہ دینا بھی شامل کیا گیا ہے اور جو already penalties ایکٹ کے اندر موجود ہیں یا Ordinance کے اندر جو اب آئی ہیں ان میں بھی مزید اضافہ کرنے کا کہا گیا ہے اور اسی طرح وہ جو صرف monopoly Drug Inspectors کی تھی cases registered کرنے کی اس کو بھی ختم کیا گیا ہے ۔ تو میں درخواست آپ کے ذریعے فاضل وزیر صاحب سے کروں گا کہ کیونکہ یہ قدرے تھوڑا سا مختلف ہے اور اگر جیسے پہلے ابھی کہا ہے وہ اس کو oppose نہیں کریں گے۔ تو اگر مجھے آپ اجازت دیں تو میں اس کو introduce کر دوں تا کہ Standing Committee کو چلا جائے۔

مخدوم محمد جاوید ہاشمی۔ میں بالکل رضا ربانی صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں

صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان basic issues کو اس میں address کیا گیا ہے

but if they want to improve on the situation

اس کو جہاں بھی وہ کر سکتے ہیں

they are most welcome and I don't oppose it.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اگر یہ introduce ہو کر کمیٹی کے پاس چلی جائے تو آپ کو اعتراض نہیں ہوگا۔

Makhdoom Muhammad Javed Hashmi: No, no, I don't have any objection.

Mr. Presiding Officer: Right.

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to introduce a Bill to amend the Drugs Act, 1976 ,The Drugs (Amendment) Bill, 1998.

Mr. Presiding Officer: The Bill stands introduced and referred to the concerned Committee.

No. 6, Mian Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to you.

Sir, this is a Bill which seeks to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan {The Constitution {17th Amendment) Bill, 1999}.

(At this moment the Call for Maghrib Prayers was heard)

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for 20 minutes for Maghrib Prayers.

[The House then adjourned for 20 minutes for Maghrib Prayers]

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب پریذائیڈنگ آفیسر (جناب فدائے نور) کی صدارتمیں دوبارہ شروع ہوئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی میاں رضا ربانی صاحب۔

INTRODUCTION OF A CONSTITUTIONAL AMENDMENT BILL FOR REVIVING THE WOMEN SEATS IN THE PARLIAMENT.

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution 17th Amendment) Bill, 1999].

جناب چیئرمین! سینیٹر اعتزاز احسن، جناب آصف علی زرداری، جناب سید مسعود کوثر، جناب صفدر علی عباسی، جناب حسین شاہ راشدی، جناب سیف اللہ خان پراچہ، جناب رفیق احمد شیخ، جناب احسان الحق پراچہ، سید اقبال حیدر، جناب جہانگیر بدر، جناب غلام قادر چانڈیو، جناب علی نواز شاہ، جناب تاج حیدر اور جناب قائم علی شاہ صاحب نے اس بل کو move کیا ہے۔

Mr. Chairman, you would recall that this bill pertains to reviving the seats for women in Parliament and in the Provincial Assemblies the four Federating Units. Sir, it has always been the belief of the PPP that in order to let Pakistan enter the new millennium it is necessary that women in Pakistan be granted their social, cultural, economic and political rights and that is only after that they have been granted these rights. Would it be possible for Pakistan to enter the 21st Century as a modern, progressive Islamic state? Because Islam is that religion which had in its very inception given women their rights and such important rights, as the right of inheritance and had raised their standard of stature in society at that time. Sir, this Bill has a little bit of a history and I would take you back to the time when the second Benazir Bhutto Government was in office, the very first bill that the PPP moved in the National Assembly of Pakistan

pertained to the Bill on the restoration of women seats in the Parliament. But unfortunately we did not command a 2/3rd majority and therefore, it was not possible for us to have the Bill through. We tried through negotiations but the then Opposition of the PML(N) linked it to an overall Constitutional package and because of that the bill could not see the light of day. Then subsequently, sir, when we are in opposition in the National Assembly of Pakistan a private members bill was again moved by the PPP for the restoration of women seats in Parliament but that bill was opposed by the government and was thus defeated in the National Assembly.

We have now once again in the Senate of Pakistan moved a bill for the restoration of the seats of women in Parliament and the National Assembly. Briefly Sir, this bill seeks to amend Article 51 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and to insert a new clause which should be sub-Clause (4) in addition to the number of seats referred to in Clause 1.

40 seats shall be reserved for women and allocated to the provinces in accordance with the Constitution and Law"So, we have proposed that 40 seats be allocated in the National Assembly for women whereas it used to be 20 earlier.

Now, the mode of election, we have provided, sir, the proviso to Clause (4) is; "provided that the number of such seats, allotted to each province, shall be distributed proportionately among the political parties represented in the National Assembly according to the number of votes secured by such parties in each province in the Election to the National Assembly." So, here, sir, we have basically tried to keep in view the philosophy that underlies the election of Senators to the Senate of Pakistan, that all those shades of political opinion that are reflected in the National Assembly should get a reflection in the women seats

according to the number of votes cast by each party in that particular province.

Then, sir, we have sought an amendment to Article 59 of the Constitution and that is, for the first time we have provided for representation of women in the Senate of Pakistan. So, therefore, we have first of all sought that right now the strength of Senate is 87. So, we have sought that that strength may be increased from 87 to 96 and we have provided for, sir, that 2 women shall be elected by members of each provincial assembly, that is from each federating unit there would be 2 women and one woman shall be elected from the Federal Capital in such manner as the President may, by order, prescribe.

Then, sir, we have provided as to the other amendment is in Clause (3) which provides that since the elections of all six would take place in the Senate, we had to provide that half of them would retire with the other Senators and the other half would have a term of six years. So, we have provided for that in a similar manner as was provided in the original order when the Senate was revived.

Then, sir, we have sought an amendment to Article 106 of the Constitution which deals with the Provincial Assemblies and we have sought the addition of Clause (4), which would read; "In addition to the seats in the Provincial Assemblies specified in Clause (1), there shall be in each Provincial Assembly, a number of seats reserved for women equal to 20% of the number of the members of that assembly specified in the said Clause." So, we have called for a 20% representation of women in relation to the number of seats that are there in the Provincial Assembly at the moment. Provided that the number of such seats allocated to each Provincial Assembly shall be distributed proportionately among the political parties represented in the Provincial

Assembly according to the number of votes secured by such parties in each province in the election to the Provincial Assembly.

So, the principle that we have kept for the National Assembly is that there it would be a representation of all political parties of that province who have come in to the National Assembly on the basis of the percentage of their votes. We have kept that principle alive in the provinces that all political parties represented in the Provincial Assemblies would be given representation according to the number of votes polled by that particular party in the Provincial election. So, there we had the National Assembly because it was the National Assembly election. Here, because it is the Provincial Assembly, we have referred to the Provincial election.

So, sir, this is a Bill by virtue of which we have tried not only to keep the question of restoration of the political rights of women alive but we have also tried to further the question of representation of the federation of women in the running of the affairs of the federation and we have also tried to keep alive the principle that each particular political party even if it is able to gain representation in only one federating unit, yet it must have its due share of women representation not only in the province but at the federal level as well.

So, therefore, a wider spectrum of the political main stream of Pakistan's politics is reflected not only in the Senate, not only in the National Assembly but also in the Provincial Assemblies.

With these words, sir, I am grateful to you for having given me the honour of being able to pilot or try and introduce this Bill and I hope in all sincerity that since this Bill seeks no political advantage at all, as you can see, but it aims at giving representation to women across the board, it aims at giving

representation to all political parties across the board so that a wider spectrum of political thought is reflected. I hope that keeping this spirit in mind, the honourable Minister for Parliamentary Affairs will not oppose the Bill and will have it referred to the Standing Committee.

Syeda Abida Hussain: The Bill will not be opposed.

میاں رضا ربانی: جناب تقریر اس وقت نہیں ہوسکتی۔

Syeda Abida Hussain : I am on a point of order. I would like to simply inform the member regarding the history of the context that why this provision for special representation for women lapsed in the first place. I believe that it pertains to a movement in time when the honourable Senator had not as yet drawn in the system of representation. It pertains to the first tenure of the Pakistan Pepoles Party Government which started in 1988 and concluded in 1990. Because that was the parliament which had the responsibility for extending the provision that existed for women representation and it was that parliament that faild to introduce the amendment which had infact, been moved by the then Opposition, the then Treasury Benches of the party which the Honourable Senator represents, had agreed to set up a committee which included at that time Senator Noor Jehan Panezai, it included the then Minister who is the honourable Senator Aitzaz Ahsan and it included the then Minister Khawaja Ahmed Tariq Rahim from the Treasury Benches. I was present on the side of the Opposition and we agreed to a text for extending the provision for restoration of the seats in the National Assembly and it also contained the proviso for including women in the Senate. Now in that context what happened was that the Treasury benches simply did not move the legislation. Subsequent to the dismissal of the first

Peoples Party Government and with the induction of the first Muslim League Government, honourable Chairman, you will recall that the first Muslim League Government started as the coalition of the IJI and did have due strength to move constitutional amendment but within a short period of time lost one of its allies and the ally that was lost was the Jamaat-e-Islami, who were not actually interested in supporting the restoration of the women seats. It was, therefore, that situation developed that the 1990 to 93. Legislature became the first Legislature in which there was no provision for special seats for women. From 1993 to 1996 Parliament, again the honourable Senator's party was sitting on Treasury Benches. The honourable Senator's party did keep ascerting that they wanted restoration of the seats for women but were not able to reach a consensus with the then Opposition which is now on Treasury Benches. Whereas it is to be appreciated that the honourable Senator has made a thoughtful draft of this Bill, while it is to be appreciated that the honourable Senator expresses concern for the right of one half of the population. However, it is important even in the free flow of oratory for members to apprise themselves about the precise legislative context and the precise development of how a particular article of the Constitution lapses and what are the reasons thereof and what is the political history behind it? There was absolutely no reason in 1988 for the then Government to have allowed the provision to lapse because Mr. Chairman, in the previous Assembly, from 1985, one of the first amendment that was taken up by that Parliament in 1986 was for giving an extention for another electoral term to the reserved seats for women because the original 1973 Constitution has made the proviso for two electoral term for a period of ten years and therefore, in 1985 the women seats have been doubled under the revision of

the Constitutional Orders, from 10 to 20 and it was after Martial Law lifted in 1986, that one of the first Constitutional amendment was introduced by the then Government for giving an extention for another legislative term to the women seats because the 1985's Assembly was dismissed in 1988 and therefore, the full legislative term had not been utilized, this was the reason that in 1988 the then Opposition militated with the then Treasury Benches that because the previous Assembly did not see its full tenure and extention must be made and a simple amendment is required in the Constitution. Although the government was in place for two years but they did not bring this agreed draft, which had been agreed to within the first 6 months of the tenure of their government. They did not bring it into the House. This is the precise legislative history and background to why women seats ended up in two successive Assemblies without having a right to represent.

I am very happy as a member of the Lower House to know that the Opposition has had the wisdom, has had the diligence to move such an enactment and I am sure that the party that I represent will not in principle has any dispute or difference with the act of representation it itself has suggested but I just thought that I would put the context in order. Thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وٹو صاحب اب اس پہ بحث تو نہیں ہو رہی۔ اگر بحث کرنی ہے تو پھر وہاں سے بھی ہو گی۔ اس طرح تو point of order پہ ہی چلتے رہیں گے۔

(مداخلت)

میاں محمد یسین خان وٹو: جناب عرض یہ ہے کہ محترمہ تہمینہ صاحبہ کو چند منٹ دے دیں۔ وہ دو تین منٹ میں بات ختم کر لیں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ چیز پھر یہاں سے بھی ہو گی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محترمہ تہمینہ صاحبہ excuse me پہلے شفقت صاحب کو بولنے دیں پھر میں آپ کو وقت دوں گا۔

جناب شفقت محمود: محترمہ! چیئرمین صاحب نے مجھے floor دیا ہے آپ ذرا بیٹھیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شفقت محمود صاحب۔

Mr. Shafqat Mehmood: Thank you Mr. Chairman. I have great respect for the honourable Minister, who just clarified the political and the legislative context of this legislation. She said the IJI government was the coalition and because it was a coalition it did not have the requisite strength, although there was two third majority but it did not have the requisite strength to move this Bill in the period between 1990 and 1993, when the IJI government was in power. And actually, it did have a two third majority all the way through till 1993. What I am saying is that if that is the explanation for not moving the Bill between 1990 and 1993, I would request her to please recall that in 1988, when the first Pakistan Peoples Party's government came into power, it was also a coalition. I remember very correctly and I am sure she would also remember that Pakistan Peoples Party had 92 seats in the National Assembly and therefore, did not have to get other members as coalition partners to form a government in 1988. And, infact, in the Senate in 1988, there were only two members belonging to the Pakistan Peoples Party. So, If a particular criterion was the standard, is to be applied to the IJI government between 1990 and 1993 then obviously that same standard has to be applied to the Peoples Party government in 1988 to 1990. I may also add that the first Peoples Party government was in office for a total of

20 months and that period as we all remember was the period of a great deal of engineered political drama within the country and because of that engineered political drama naturally, the government which was trying to face so many problems on so many fronts and only having two members in the Senate, could not move a constitutional amendment. But let us go further sir, let us not go into the history, let us come to the present. This Bill has been moved by many of the honourable Senators in the Senate. Sir, what I can gather from what the honourable Minister has said that she has no objection to it. It appears that her only objection is that why should they say that we have moved the Bill, actually they could have done it in 1988. I say let us forget the history, let us try and begin a new chapter, here is a Bill which has been moved by the Opposition in the Senate. It is a Bill that restores and gives a due place to women, gives a due place to women in running of the federation in Pakistan. And it is the Bill which is really based on equity, restores the women their rightful place in the polity of this country. So, sir if that is the case then why should not the government welcome this Bill and say we have no objection and not only that, before referring to the Committee, actually they should set a time table for it because too much time has already elapsed. This government has been in power since February 1997. They keep on claiming that we want to introduce women seats, they keep on claiming that but almost two years and infact, more than two years have elapsed and they have taken no concrete step in that direction. Now, an initiative has come from the Opposition, it should be accepted with an open heart and this constitutional amendment Bill should be accepted and passed by both the Houses of the Parliament.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ جی، جی تہمینہ صاحبہ آپ فرمائیے---- اس پہ اگر

بحث کرنی ہے تو پھر دونوں طرف سے بحث شروع ہو گی' بحث شروع کر لیتے ہیں۔ لیکن وزیر موصوف سے پوچھتے ہیں کہ ان کا کیا رویہ ہے' وہ کیا چاہتے ہیں۔ ورنہ پھر تو ادھر سے بھی بولیں گے' ادھر سے بھی بولیں گے۔ جی تہمینہ دولتانہ صاحبہ۔

Mrs. Tehmina Daultana: It is very kind of some people to go into the back ground and the history of the women seats and I am so glad that the Opposition is also thinking about the women seats at a time when it suits them.

The matter of Women seats, we have already sent to the Law Ministry. We are more keen than them to have women in the Parliament. We are more keen because we feel that until we do not bring the women in at the decision making, it will not be possible to bring this country on progressive lines for which we are trying to work and we are proud to have it implemented.

We do not talk only. In the local bodies seats, we had a hundred percent increase. They never thought of it. Since 1979 we had the hundred percent increase in the Local Bodies elections, in the District Council, in the Municipality and the women have come hundred percents more than what they have come before. They never think of it at that time but now they are talking about the women seats. I simply say, why did not they have a simple bill passed when it was required. Now, they feel that they are talking because Constitutional amendment is required, so, now they want to bring it in. But I would like to say, in this House, we are all for women in the Parliament, in the National Assembly, in the Senate, in the Provincial Assemblies and already the bill is there.

So, we are not against this bill, we are in favour of this bill and we would like that it should be made.

میاں محمد یسین خان وٹو : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ جمہوریت کا ایک

خوبصورت اصول بلکہ سب سے خوبصورت اصول اختلاف رائے کا احترام ہے۔ آپس میں ، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا بہت ساری چیزوں پر اختلاف رائے ہوتا ہے لیکن اختلاف رائے کے باوجود جمہوریت کی بنیاد پر ہمیں ایک دوسرے کی بات سننا ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی accommodation بھی کرنی ہوتی ہے۔ اب کچھ عرصے سے ایوان میں اللہ کے فضل وکرم سے بہت اچھا ماحول ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نظر نہ لگے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو: میں عرض کروں گا کہ پچھلے دنوں حزب اختلاف کے تعاون سے ہم نے سی ڈی اے بل بھی پاس کروایا ہے۔ اور یہ بھی ہماری آپس میں جو understanding ہوئی ہے اس کے مطابق اس بل کی ہم introduction کی حد تک مخالفت نہیں کرتے لیکن میں آپ کی وساطت سے فاضل ایوان کو بھی اور پریس کو بھی اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خواتین کی سیٹوں کے بارے میں اصولی طور پر ہماری جماعت نہ صرف اس سے متفق ہے بلکہ اقدامات کر رہی ہے اور حکومت اس سلسلے میں بھی بل initiate کر رہی ہے اور جلد ہی ہم وہ بل بھی introduce کریں گے۔ پھر committees میں بھی discussions ہونگی اور باقی ساری باتیں بھی قانون اور rules کے مطابق ہوتی رہیں گے۔ میں اس بل کے introduction پر اسے oppose نہیں کرتا۔ خواتین کے لیے سیٹوں کے بارے میں حکومت بھی اپنا بل لا رہی ہے اور ہماری کوشش ہو گی کہ خواتین کو یہ سیٹیں ہم آئین میں ترمیم کر کے جلد از جلد مہیا کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Thank you. میرے خیال میں اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں رہی۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب ایک point of order ہے چھوٹا سا۔ وزیر صاحب کی خدمت میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے اس فلور پہ ہم اور آپ یا کوئی بھی ہاؤس کے علاوہ کسی کو address نہیں کرتا، پریس سے مخاطب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس ہاؤس سے بھی اور پریس سے بھی مخاطب ہیں۔ پریس ویسے سن لے، ویسے رپورٹ کرے، آپ کو پریس سے خطاب کرنا ہو تو وہ کیفے ٹیریا میں کیا جاسکتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کا مطلب یہ تھا کہ پریس بھی سن رہا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! ہو سکتا ہے مجھ سے کوئی سہو ہو گیا ہو ۔ میں نے یہ عرض کیا کہ آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں بھی اور آپ کی وساطت سے باقی لوگوں کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہرحال یہ بل introduced and referred to the Committee.

میاں رضا ربانی، جناب motion move کرنا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ہاں آپ introduce کریں ۔ Yes, Yes آپ introduce کریں۔

میاں رضا ربانی : جناب میں introduce کر دیتا ہوں۔

I beg to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (17th Amendment) Bill, 1999].

Mr . Presiding Officer: Leave granted and referred to the Committee.

Mian Raza Rabbani: Thank you sir.

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب آپ ذرا یہ الفاظ record کے لئے فرما دیں، براہ کرم یہ re-introduce ہو گیا ہے اور یہ refer ہو گیا ہے۔

Mr . Presiding Officer: And referred to Senate Standing Committee. Yes, yes.

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب شکریہ۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ اب تو point of order --- جی فرمائیے، فرمائیے۔

سید محمد جواد ہادی۔ اعوذ با اللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ یہ بل جو introduce ہوا ہے جی۔ نہیں جی ایک بات۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔

جناب محمد نثار خان۔ جی، جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ بل جو introduce ہوا، refer ہو گیا وہاں پر ، تو اس پر مزید کہنے کی کیا گنجائش ہے۔

جناب محمد نثار خان۔ بالکل۔ میں اپنے conception کے لئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ چلیں جی فرمائیے، فرمائیے۔

جناب محمد نثار خان۔ جی۔ مخالفت یا اس کی حمایت اپنی جگہ لیکن ہم حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ہم خواتین کو برابر کے حقوق دیں تو کیا جی یہ special seats جو خواتین کو ہم دے رہے ہیں، یہ برابر کے حقوق سے ان کو ہم زیادہ حقوق نہیں دے رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میرے خیال میں حقوق جو ہیں وہ تو دینے چاہئیں ان کو بھی اور۔۔۔بہرحال جواد صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ اگر آپ میری بات سن لیتے۔ I was not present here۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی فرمائیے۔ ایک منٹ فرمائیے، فرمائیے۔

Mian Abdul Sattar Laleka: On a point of order Senator Zahid Mehmood raised a question of shortage of wheat and Atta. Although it would have been better that he would have moved an adjournment motion on that.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آٹے کا میں اٹھاتا لیکن میں نے کہا کہ یہ ختم ہو جائے۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ اچھا جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ محمد زاہد خان میں مکمل کر دیتا ہوں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ الحاج محمد زاہد خان۔

جناب محمد زاہد خان۔ پھر غلط ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ خدا کرے کہ الحاج ہو جائے۔

(مداخلت)

جناب محمد زاہد خان۔ میں منافق نہیں ہوں کہ جھوٹ بولوں کہ حج..........

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اچھی بات ہے کہ الحاج بنا دیا ہے، اچھی بات ہے۔ آپ اپنی قرار داد جو ہے۔

سید محمد جواد ہادی۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ یہ قرار داد گزشتہ دنوں پیش ہوئی اور اس پر ایک دو تقریریں بھی ہوئی ہیں۔ میں نے بھی تقریر کی تھی، اقبال حیدر صاحب نے بھی تقریر کی تھی۔ آپ اس کو آگے بڑھائیں۔ کوئی تقریر کرنا چاہے تو ٹھیک، ورنہ اس کو pass کرائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ یہ ہو جائے پھر آخر میں کر لیتے ہیں، کر لیں گے۔

سید محمد جواد ہادی۔ اس پر سب متفق ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ دیکھیں، چھوڑیں، ان کو بات کرنے دیں۔

سید محمد جواد ہادی۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم نے اس پر تقریر کی ہے آپ براہ کرم اس کو pass کرائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اب آپ فرمائیے جی، فرمائیے۔

سید محمد جواد ہادی۔ میں اس پر تقریر کر چکا ہوں، چاہیں تو میں دوبارہ تقریر کر لوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ابھی وہ introduce کر لیں۔

سید محمد جواد ہادی۔ میں نے گزارش کی تھی کہ اس پر تقریریں ہو چکی ہیں اور سب نے اس پر متفقہ دستخط کئے ہیں تیس چالیس ممبروں نے، آپ اس کو pass کرائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وٹو صاحب اس بارے میں آپ کیا خیال ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! میں ان سے استدعا کروں گا کہ اگر وہ مہربانی کریں کہ یہاں آخر میں calls upon the government to take further concrete step تو یہ futher کا لفظ add کر دیں تو یہی pass کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہی کل والی بات ہے کہ اسی further پر آ جاتے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔وہ اس دن بھی further پر ہوا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ اس دن further پر بھی وہ ڈرامہ ہوتا رہا ہے۔

سید محمد جواد ہادی۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب چیئرمین! mover کو اعتراض نہیں ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب movers ہم لوگ بھی ہیں we are all movers۔

(مداخلت)

میاں رضا ربانی۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ amendment کا scope یہ ہوتا ہے کہ وہ resolution یا جس چیز کے لیے amendment آ رہی ہے اس کے sense کو اور اس کے text کو تبدیل نہ کریں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ نہیں کرتے۔

میاں رضا ربانی۔ اب یہاں پر یہ ایک لفظ further لگا کے پورے text میں اور اس کے message میں جو وہ resolution بھیج رہی ہے، بنیادی طور پر فرق آ رہا ہے ۔ اس لئے ہم further کے لئے کہہ رہے ہیں کہ further جو ہے وہ نہ کریں کیونکہ further کا مطلب یہ ہے کہ already steps لئے گئے ہیں لیکن وہ ناکافی ہیں لیکن جو sense of the House ہے یا جو sense of the movers ہے وہ یہ ہے کہ اقدامات نہیں لئے گئے ۔ اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک بنیادی تضاد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ It is hit by the rules also. کیونکہ رولز کے تحت یہ بات ہے کہ The context of the amendment should not be such that it will change the basic text. اور اس سے basic text تبدیل ہوتا ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ بالکل سکوپ کے اندر ہے ۔ وہ کہہ رہے

ہیں concrete steps ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ واقعی حکومت نے پہلے اقدامات کئے ہیں کتنے anti-terrorism laws pass ہوئے ہیں ، کتنے اقدامات ہوئے ہیں۔ وہ سارے اقدامات آپ recognize کریں کہ ہاں وہ کئے گئے ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ سپریم کورٹ نے strike down بھی کئے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ سپریم کورٹ میں تو صرف military courts کا معاملہ گیا ہے۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب Anti Terrorist کا مسئلہ سپریم کورٹ نے strike down کیا ہے ۔ وٹو صاحب آپ کو یاد ہے ہم اس کا amending bill لے کر آئے ، ADA کا مسئلہ ہے پھر fundamental rights کا مسئلہ تھا وہ سپریم کورٹ نے strike down کیا ، ملٹری کورٹس کا مسئلہ ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اس میں صرف ایک لفظ add کر دیں باقی ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ "further" ہو یا نہ ہو ، کوئی فرق نہیں پڑتا میرے خیال میں mover خود بھی یہی کہہ رہا ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! ہم نے ان کا سارا resolution مان لیا ہے یہ ہمارا ایک لفظ نہیں مان رہے۔

ڈاکٹر عبدالحیٔ بلوچ۔ جناب والا! اس قرارداد پر مجھے بولنے کا موقع عنایت فرمائیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! ربانی صاحب مان گئے ہیں ان کی مہربانی ، ڈاکٹر صاحب سے بھی میں کہوں گا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ ریزولیوشن اور بھی جامع ہو جائے گا آپ بھی مہربانی کریں اس سے اتفاق فرمالیں۔ باقی ڈاکٹر صاحب تقریر فرمالیں۔

(مداخلت)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں اسی کو پیش کرتا ہوں۔

It has been moved by the Minister for Parliamentary Affairs that after the word "take" the word "further" be added.

(The motion was carried).

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the the word "further " is added. Now, I present the resolution before the House. The resolution moved by Syed Muhammad Jawad Hadi, Mr. Aitzaz Ahsan and others, is that " This House expresses its deep concern over the incidents of killings and terrorism in the country in the name of religion and considers it a conspiracy against Islam and Pakistan and also expresses its solidarity with the innocent and fasting muslims who were shot dead in a mosque and calls upon the Government to take further concrete steps to improve the law and order situation in the country."

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ. بولنے تو دیں -

جناب پریذائڈنگ آفیسر، ڈاکٹر صاحب آپ کس چیز پر بولیں گے۔

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ ، اسی پر- وہ resolution پر مجموعی طور پر بولیں گے۔ وہ add کر دیا۔ ٹھیک ہے - اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر، ڈاکٹر صاحب یہ اس پر پہلے بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ . نہیں جناب، یہ پہلے نہیں بول چکے -

جناب پریذائڈنگ آفیسر، میں نے تو یہی کہا، انہوں نے کہا کہ ہم بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ . کچھ ساتھی بول چکے ہیں۔ ہم لوگ تو mover ہیں ہم نہیں بول چکے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر، تو پھر آپ بول لیں۔ پانچ منٹ بول لیں۔

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ . جی ہاں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ حقیقت ہے جی کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے کیونکہ ایک بھائی سے دوسرے بھائی کا بے گناہ قتل ہو رہا ہے۔ یہ ایک چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہمارے ملک کی سالمیت اور brotherhood سب کو یہ متاثر کر رہی ہے۔ یہ

فرقہ واریت ہمارے ہاں عروج پر پہنچ ہے ۔جناب! اب تو ایک منظم انداز سے وارداتیں اور واقعات ہو رہے ہیں۔ جیسے میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ نہ مسجد محفوظ ہے ' نہ امام بارگاہیں محفوظ ہیں ' نہ سڑک محفوظ ہے اور نہ دفاتر محفوظ ہیں۔ میں اس کا ذمہ دار حکومت کو اس طرح سے ٹھہراتا ہوں کہ ہمارے ہاں ' جو مذہبی جنون ہے اس کو یہ بہت ہوا دے رہے ہیں۔بد قسمتی سے ہم اپنی سیاست کے اندر مذہب کو اس طرح سے لیتے ہیں کہ مذہب کے نام پر ہم کہتے ہیں جی ہم لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کریں گے ۔ یعنی جتنی exploitation دین اسلام کی' مقدس دین اسلام کی ہمارے ملک میں ہوتی ہے کہیں نہیں ہوتی۔ ہم اس کے لئے عمل کرنے والے نہیں ہیں جناب' عمل نہیں کرتے' عجیب لوگ ہیں ہم باتوں میں بس سارا دن گزارتے ہیں ۔ TV لگا رہتا ہے ' ریڈیو بھی لگا رہتا ہے۔ جیسے اسلام کے بغیر ہمیں آرام اور نیند نہیں ہے لیکن practice ہماری وہ نہیں۔ وہ ہم اس کے برعکس کرتے ہیں۔ اس سے ہم کیا حاصل کرتے ہیں ' یہ حکمران طبقے کا ایک طریقہ کار ہے ۔ وہ حکمرانی کو قائم دائم رکھنے کے لئے ' وہ لوگوں کے ان تمام جذبات سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مذہبی جذبات کو زیادہ یہاں ابھارتے ہیں ۔

اب یہ جو افغانستان میں طالبان کا مسئلہ ہوا ہے اس کی وجہ سے تو اور بھی حالات بگڑتے جا رہے ہیں۔ حکومت کہتی ہے ہم steps لے رہے ہیں۔ آپ دور نہ جائیں بلوچستان میں دیکھیں جناب' بلوچستان میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ ڈنڈے لے کر آپ ان لوگوں کے پیچھے پڑ جائیں۔ کبھی سنیما کو جلا رہے ہیں۔ کبھی لوگوں کی کاریں توڑ رہے ہیں' کبھی کیا ہے۔ نام اسلام کا ہے کہ دیکھیں جی بس ہم جو ہیں اس ووٹ سے تنگ آ گئے ہیں' ووٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ الیکشن کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم طالبان ٹائپ جو حکومت ہے یہاں پاکستان میں لائیں گے۔ عجیب و غریب صورت حال ہے۔ حالانکہ کبھی ہمارا کوئٹہ پر امن شہر ہوا کرتا تھا۔ اب حالت یہ ہے کہ وہاں بھی لوگ خوفزدہ نظر آتے ہیں۔ دکاندار ہیں ' کاروباری لوگ ہیں۔ یہاں تک باتیں ہو رہیں کہ یہ جو خواتین ہیں ہماری مائیں بہنیں وہ سودا سلف کے لئے بھی باہر نہ جائیں؛ مارکیٹ نہ جائیں۔ سنیما کو وہاں جلا دیا ۔ تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم steps لے رہے ہیں۔ Steps کس چیز کے ' ہماری تو سمجھ سے بالا تر ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسلام کے نام پر ہمارے درمیان محبت اور بھائی چارہ زیادہ ہوتا ۔ رواداری ہوتی۔ ایک دوسرے کو accommodate کرتے۔ اب ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی ہے اور فرقہ واریت عروج پر

ہے۔ جناب والا ! اس کے علاوہ علم یہ ہے کہ دینی مدارس میں بھی لوگوں کو شکایت ہے کہ وہاں بھی آج کل militancy کی بات ہو رہی ہے ۔ وہاں پر بھی militancy اور اس قسم کی چیزوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ جناب یہ overall کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ وقتی طور پر یہ کہتے ہیں کہ Anti-Terrorists Act (ATA) سے مسئلہ حل ہوا۔ ہم نے اس وقت بھی اس کی مخالفت کی تھی آج بھی کہتے ہیں کہ کہاں مسئلہ حل ہوا۔ لوگ تو اسی طرح بے گناہ شہریوں کو قتل کر رہے ہیں۔ ۱۸ ' ۱۸ آدمی' ۲۱' ۲۱ آدمی ایک جگہ پر قتل ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں' اس وطن کے لوگ ہیں۔ یہ معصوم شہریوں کا ناحق خون بہایا جا رہا ہے۔ یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہمارے ملک میں سب سے سستا انسان کا خون ہے۔ ہم ایک ملک کے دعویدار ہیں ' ایک بھائی ہونے کے دعویدار ہیں۔ ایک مذہب کے دعویدار ہیں۔ ہمارے دعووں میں اور ہمارے عمل میں کتنا بڑا فرق ہے۔ حکومت کو اتنے بڑے مدارس کے لئے کوئی قانون لانا چاہیئے۔ کوئی طریقہ کار ہو تاکہ ایک بہتر طریقے کے تحت یہ دینی مدارس چلیں۔ یہ تو اپنے طور پر mushroom کی طرح بڑھ رہے ہیں ۔ سب سے بڑھ کر جو مشکل بن گئی ہے وہ یہ ہے کہ سب کو کھلی چھوٹ ہے اس ملک کے اندر کہ بھائی جو جہاں جس کو قتل کرے فرقے کے نام پر مذہب یا کسی بھی حوالے سے ' اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ۔

جناب والا ! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ محض اس طرح کی باتوں اور قراردادوں کے ذریعے مسئلے حل نہیں ہوں گے ۔ حکومت کو اس کے root cause پر سوچنا چاہیئے اور اس کا جائزہ لینا چاہیئے کہ جب اس ملک کے شہری مذہب یا فرقے کی بنیاد پر ایک دوسرے کو برداشت نہیں کریں گے ' ایک دوسرے کا احترام نہیں کریں گے ' ایک دوسرے کو قتل کریں گے تو کس طرح اس ملک کا نظام چلے گا ۔ میری اس قرارداد کے ذریعے یہ گزارش ہے کہ یہ ایک بہت ہی سنگین عوامی مسئلہ ہے اور حکومت اس پر مکمل توجہ دے ۔ محض قرارداد سمجھ کر اس کو ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکنا چاہیئے ۔ اس پر مکمل عملدرآمد ہونا چاہیئے ۔ شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ مہربانی شکریہ ۔ جی وٹو صاحب ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ جناب والا ! دہشت گردی ایک ایسا معاملہ ہے جو ساری دنیا میں قابل نفرت ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج ساری دنیا میں دہشت گردی کا سلسلہ چل نکلا ہے۔

ہم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہیں اور بہت سارے دوسرے ممالک بھی ۔ دہشت گردی کو ختم کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ دینی ، اسلامی، ملکی اور بین الاقوامی طور پر بھی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ۔ موجودہ حکومت نے اس سلسلےمیں بہت سے اقدامات کئے ہیں ۔ مثلاًAnti Terrorist courts کا بل جب پاس ہوا تھا تو جناب والا ، آپ کو یاد ہوگا کہ بہت سی مشکلات سے حکومت کو گزرنا پڑا ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چھ مہینے اس وجہ سے حکومت کو crisisسے گزرنا پڑا ۔ ہم چاہتے تھے کہ terrorism کو ختم کریں law and order بحال ہو اور انسانی زندگی کا پورے طور پر تحفظ کیا جائے ۔ اس سلسلے میں کراچی میں حکومت نے اقدامات کئے ہیں۔ وہاں اسے اپنی مسلم لیگ کی حکومت بھی ہٹانی پڑی ہے ۔ وہاں گورنر راج کے ذریعے آرٹیکل 245کے تحت اتنے گھمبیر مسئلے کو counter کرنے کی کوشش کی جارہی تھی ۔ ملٹری کورٹس بھی قائم کی گئیں ۔ سپریم کورٹ نے اس حد تک قانون کو strike down کیا ہے ۔ ہم سپریم کورٹ کے فیصلے کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں ۔ انہوں نے جس طرح ہدایت کی ہے اب Anti Terrorist Courts کے ذریعے وہ ساری کارروائی کی جائے گی جس سے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جاسکے ۔

جناب والا ! ہم نے مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو ہدایات دی ہیں اور وہ اقدامات بھی کر رہے ہیں کہ دہشت گردی کو جس قدر جلد ہوختم کیا جائے ۔حقیقت میں یہ جو ہماری فرقہ وارانہ تعصب کا معاملہ ہے ، عوام میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں ۔ عوام میں محبت، رواداری ہے، کوئی تعصب اور نفرت کی بات نہیں ۔ چند سو لوگ ہیں جو ساری قوم کو یرغمال بنائے ہوئے ہیں ۔ سب کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے ۔ جس طرح وزیر اعظم صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے ، حکومت کا بھی فیصلہ ہے ، وزیر اعظم کا بھی یہ فیصلہ ہے کہ وہ دہشت گردی کو ختم کرکے رہیں گے اور اس کے لئے ہر وہ قدم جو اٹھانے کی ضرورت ہوگی حکومت اٹھائے گی ۔ پہلے بھی بہت کچھ کیا گیا ہے لیکن ایوان کی اس رائے کے بعد مزید اقدامات اٹھانے کی کوشش کی جائے گی ۔ شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔اب میں ہاؤس کے سامنے وہ قرارداد پیش کرتا ہوں جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے ۔

آوازیں ۔ دوبارہ پڑھ دیں جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اگر کہیں تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں ۔ ---- جی وٹو صاحب ۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ جناب طریقہ یہ ہے کہ جی I put the resolution, as amended , to the House and those who are in favour may say ayes, and those who are not in favour they may say, no. آپ نے پڑھ بھی دیا ہے اور یہ کہہ دیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اگر وہ کہیں تو پھر بھی میں پڑھ دیتا ہوں ۔ اس میں کوئی معائقہ نہیں ہے ۔ بہر حال اس کو میں ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ جو اس resolution کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں ۔ جو اس کے حق میں نہیں ہیں وہ نہ کہیں ۔ میرے خیال میں تمام اراکین اس قرار داد کے حق میں ہیں ۔ اس لئے یہ قرار داد متفقہ پاس ہوئی ۔

(The resolution was adopted unanimously)

میاں عبدالستار لالیکا ۔ سر، میں جواب دے دوں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب والا! میرے خیال میں لالیکا صاحب مزید آگے بڑھنا چاہتے ہیں ۔ مجھے نہیں چھوڑیں گے کہ میں ---

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب بس دو منٹ میں ختم کرتا ہوں ۔ لالیکا صاحب پالیسی بیان دے دیں گے اور اس کے بعد آپ کا جو فیصلہ ہو گا وہ منظور ہو گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ چلیں جی ،فرمائیے فرمائیے ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ چیئرمین صاحب ! ہم نے ایک ایڈجرنمنٹ موشن دیا تھا آٹے کے متعلق جس پر دو دن بحث رہی لیکن معزز منسٹر صاحب--- الحاج میاں محمد عبدالستار لالیکا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ نے بھی وہی کہا کہ (پشتو) --- آپ نے بھی ان کو الحاج بنا دیا انہوں نے آپ کو الحاج بنایا ہے ۔ چلیں جی ٹھیک ہے ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ وہ موجود نہیں تھے ۔ تو میرے خیال میں ایک بہت بڑا difference ہے کہ 20kg کا بیگ جو پنجاب میں 138 روپے کا ملتا ہے وہ ہمارے صوبے میں 215 روپے کا ملتا ہے اور ملتا بھی نہیں ۔ میاں صاحب کو چاہیے کہ اس پر پالیسی بیان دیں کہ وجہ

کیا ہے ۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ جی پنجاب والے اس پر سبسڈی دے رہے ہیں اور اپنے عوام کو سستا دے رہے ہیں تو یہ ایک ہی پاکستان ہے ۔ اگر ہمارے صوبے کے پاس پیسہ نہیں ہے تو آپ electricity کا سارا پیسہ ان کو دے دیں وہ بھی اپنے عوام کے لئے سبسڈی دے دیں گے کیونکہ آپ کی وہاں بھی حکومت ہے ۔اور اگر مزید یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا تو جناب میری تجویز ہے کہ اسے ہماری فوڈ اینڈ ایگریکلچر سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر دیں اگر میاں صاحب کو اس سے اختلاف نہ ہو ۔ وہ خود انکوائری کر کے دیکھ لیں گے کہ کیا مسئلہ ہے ۔ اور اس کو حل کر دیں ۔ جو ہمارے وہاں کے عوام کی مشکلات ہیں ان کو دیکھیں اور حکومت کے ساتھ بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالیں ۔۔ Thank you sir

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ بہر حال اس پر بحث تو ہو چکی ہے ۔اب میں لالیکا صاحب کو کہوں گا کہ اس بارے میں بیان دیں ۔چونکہ آٹے کا بحران بقول اخبارات کے واقعی دن بدن سنگین سے سنگین تر ہوتا جارہاہے تو اس پر آپ ذرا بیان دیں ۔

میاں عبدالستار لالیکا ۔ جناب چیئرمین ! سینیٹر زاہد صاحب نے پہلے ایڈجرنمنٹ موشن بھی دیاتھا ۔ میرے بزرگ میاں یٰسین خان وٹو صاحب نے اس کا جواب دیا تھا۔ لیکن آج وہ point of order پر ہیں۔ اگر وہ اس پر مزید وضاحت چاہتے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ صوبہ سرحد کی آبادی تقریباً بیس ملین اور چھ لاکھ بنتی ہے ۔ تو ہم اس کو calculate کرتے ہیں 124 kg per person per year پر ۔تو اس لحاظ سے ان کی requirement تقریباً بارہ لاکھ ٹن بنتی تھی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ لالیکا صاحب ! میں ذرا آپ کو کہوں گاکہ یہ اعداد و شمار پیش ہو چکے ہیں کہ اتنا مل رہا ہے ۔

میاں عبدالستار لالیکا ۔ چیئرمین صاحب !آپ مجھے بات تو کرنے دیں ۔ اگر آپ بھی پارٹی بن جائیں گے تو میں کیا کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں پارٹی نہیں بنو ں گا ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس میں جو ---

میاں عبدالستار لالیکا ۔ اعداد و شمار دینے ضروری ہیں جناب ۔اگر اعداد و شمار میں نہیں دوں گا تو میں جواب کیسے دوں گا ۔ اب میں ہوا میں تو جواب نہیں دے سکتا۔ جناب میں

اعداد و شمار نہیں دے رہا میں فزیکل پوزیشن کی بات کروں گا - اب یہ سننے کی ہمت نہیں رکھتے جی -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - زاہد صاحب ! آپ بیٹھیں ، نہیں جی وہ ڈانٹ نہیں رہے ہیں ، وہ ڈانٹ نہیں رہے ہیں - آپ بیٹھ جائیں -

میاں عبدالستار لالیکا - میجر صاحب آپ جب سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں ہر کسی کو excited سمجھتے ہیں -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - میں نے آپ سے صرف یہ کہا کہ آپ کے یہ اعداد و شمار --- آپ نے کہا کہ آپ فریق بن رہے ہیں -

میاں عبدالستار لالیکا - جناب آپ مجھے سن تو لیں 'Kindly آپ مجھے سن تو لیں - اگر آپ میری بات ہی نہیں سنیں گے تو میں جواب کیسے دوں گا -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - آپ کی بات ضرور سنی جائے گی - فرمائیے -

میاں عبدالستار لالیکا - جناب گزارش یہ ہے کہ میں اعداد و شمار نہیں دے رہا ہوں ، میں بتا رہا ہوں کہ جو criterion ہوتا ہے جس پر ہم calculation کرتے ہیں کہ کس صوبے کی کتنی requirement ہے - ہمارے حساب سے صوبہ سرحد کی جو requirement ہے وہ تقریباً 12 لاکھ انیس ہزار ٹن بنتی ہے اور اس وقت میں اعداد و شمار نہیں دوں گا ، جو سرحد کے گوداموں میں physically despatch ہو چکا ہے ، جو پہنچ چکا ہے جناب ! وہ دس لاکھ چھیالیس ہزار ٹن ہے اور مزید جو ہم نے allocate کر دیا ہے اور سٹاک پاکستان کے اندر موجود ہے ، فرنٹیئر حکومت جب چاہے ٹرانسپورٹ کر کے اسے لے جا سکتی ہے کیونکہ آٹے کی ٹرانسپورٹ صوبائی حکومتوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے - تو ایک لاکھ چھپن ہزار ٹن کی ہم نے ان کو پاسکو سے allocation کر دی ہے - دس لاکھ اور چھیالیس ہزار ٹن physically ہم نے ان کے گوداموں میں گندم شفٹ کر دی ہے - ان کی total requirement اگر ایک سو چوبیس پر calculate کی جائے تو کوئی چار ہزار چھ سو ٹن daily بنتی ہے اور figures چھ ہزار پر بھی گئے ہیں ، ساڑھے پانچ پر بھی گئے ہیں - ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا اور اس وقت بھی چونکہ فیڈرل حکومت کا جو مینڈیٹ ہے we can only transfer our wheat to all the four

ہم کسی Provincial governments, آزاد کشمیر ، ناردرن ایریاز اور defence کی requirement. ہم کسی individual کو ایک تھیلا بھی گندم کا transfer نہیں کرتے ۔ جہاں تک انہوں نے سبسڈی کی بات کی ہے ، پنجاب کی حکومت نے اپنا procurement target اس دفعہ پچیس لاکھ ٹن کا پورا کیا ہے ۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار ٹن ان کے پاس carry over تھا ۔ اب اگر اپنے resources سے اپنی پیدا کردہ گندم پر وہ سبسڈی دے دیتے ہیں ، فرنٹیئر حکومت نے رمضان کے دنوں میں وہی سبسڈی دی ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا ۔اب ہم بات کریں گے تو زاہد کو پھر گلہ ہو گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب ! آپ بات کریں کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ اگر ہم ان سے سختی سے پوچھیں گے تو پھر یہ کہیں گے کہ جناب یہ Provincial autonomy میں مداخلت کر رہے ہیں ۔ ہماری اپنی جو بات ہے ہم وہی کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بھئی تسلی سے بات سن لیں ۔ شاہ صاحب! تسلی سے بات سن لیں ۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے پیارے بھائی فرنٹیئر کے جو کراچی میں رہتے ہیں ، جو لاہور میں رہتے ہیں ، جو اسلام آباد میں رہتے ہیں ، ہم نے تو حضور ان کا کوٹہ بھی نہیں کاٹا ۔ وہ بھی ان کو دے رہے ہیں ۔ بہت شکریہ جی ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی میجر مختار صاحب ۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ جناب! ہمیں تو figures دے رہے ہیں ۔ یہ problem کی بات نہیں کر رہے ہیں ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کو اتنا آٹا اور گندم دے رہے ہیں ۔ میں ان سے پوچھتا ہویہ figures جو انہوں نے بتائے ہیں ان کے بعد یہ کمی کیوں ہوتی ہے اور اگر کمی ہوتی ہے تو کیا وہ ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ اس کو دور کریں ۔ وہاں پر ان کی حکومت ہے ۔ یہ کیوں ہوتا ہے ۔ یہ سبسڈی کی بات کرتے ہیں ۔ ایک منٹ چیئرمین صاحب ۔ آپ مجھے بھی سن لیں ۔ سبسڈی کی بات میں ان کو بتاتا ہوں ۔ یہ ٹیوب ویل چلاتے ہیں ۔ ان کی اپنی ساری agriculture بجلی سے ہوتی ہے ۔ دے دیں ناں ، ہمیں اپنے اختیارات بجلی پر

دے دیں ، پھر ہم بھی دے دیں گے ۔یہ گندم کا ریٹ 400 پر پہنچا دیں تو پھر ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ۔

ہمارے صوبے کے سب سے بڑے دو problems ہیں ۔ Food security کے لئے ہمارا سب سے بڑا اثاثہ بجلی ہے ۔ Food security میں یہ ہماری مدد نہیں کرتے ہیں ۔ جو بجلی کا ہمارا اثاثہ ہے وہ ہمیں دیتے نہیں ہیں ۔ انہوں نے تو ہمیں دونوں طرف سے پکڑ رکھا ہے اور یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم ان کو یہ دے رہے ہیں ' یہ دے رہے ہیں ۔ پھر یہ food shortage کیوں ہوتی ہے ۔ اگر smuggling ہوتی ہے تو اس کو روکنا ان کا کام ہے ۔ اگر وہاں پر maladministration یا illplanning ہے تو وہ ان کا کام ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو ' جب ان کی حکومت آئی ' اس وقت گندم کی shortage تھی ۔ انہوں نے کہا کہ جناب! یہ تو پچھلی حکومت کی illplanning کی وجہ سے ہوا ہے ۔ اب یہ re-occurrence ہو رہی ہے ۔ جب re-occurrence ہو جائے تو اس کی ذمہ داری کون لے گا ۔ ان کو اگر معلوم تھا کہ ایک دفعہ یہ کام ہوا ہے تو جب دوسری دفعہ یہ ہو رہا تھا تو انہوں نے اس کو کیوں نہیں دیکھا ہے ۔فرض کیا import کرنا تھا ' کہیں اور غلطیاں ہیں ' ان کو نکالنا ان کا کام ہے ۔ یہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو اتنا دیا ہے ۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جب کراچی سے گندم آتی ہے تو اس میں کتنی pilferage ہوتی ہے 'godown میں کتنی pilferage ہوتی ہے ۔ آخر انہوں نے کیا طریقہ کار نکالا ہے اس کے لئے کہ یہ کیوں ہوتی ہے ۔ They have not got *the root* problem. یہ بیٹھیں ۔ Let them appoint a committee of somebody یہ مسئلہ تو ٹھیک نہیں ہے ' لوگ بھوکے ہیں ' لوگوں کو تکلیف ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو اتنا دیا ' اتنا دیا ۔ اگر انہوں نے ہمیں پورا کر دیا ہے تو پھر آٹے کی تکلیف کیوں ہے 'آٹے کی shortage کیوں ہے۔اگر province کی ہے تو یہ province سے پوچھیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا وجہ ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ جناب۔ لالیکا صاحب آپ فرمائیے۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ کبھی وہ مجھے "تو" کہتے تھے ، کبھی "تمہیں" کہتے تھے' مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ" توں" کہیں یا" تم" کہیں وہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ I will not go

into the merit or demerit of what he was saying.

(مداخلت)

میاں عبدالستار لالیکا۔ اب سننے کا حوصلہ رکھیں میں نے کتنے آرام سے انہیں سنا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں نے ان کو floor دیا ہے آپ تشریف رکھیں مختار صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) مختار احمد خان۔ جناب میں آداب کے بارے میں کہہ رہا ہوں کیونکہ میں نے "تو" اور میں کہا اس کی میں معافی چاہتا ہوں لیکن میری تو یہ زبان ہے کہہ دیتا ہوں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جہاں تک انہوں نے بجلی کا issue raise کیا، بجلی ہم دیتے ہیں وہ لیتے ہیں۔ ہم مسلم لیگی فیڈریشن پر بڑا مکمل یقین رکھتے ہیں اور چاروں صوبے کے بھائیوں کو اپنے ساتھ یکساں سمجھتے ہیں۔ہم کبھی ایسی بات نہیں کرتے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب سے ہمیں کچھ نہیں آتا، جناب 12 لاکھ میں سے 6 لاکھ ٹن گندم پاسکو سپلائی کرتی ہے اور 265/= روپے میں سپلائی کرتی ہے ۔ you know the international market, you know the prices of imported wheat.

(مداخلت)

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب ان میں حوصلہ ہی نہیں ہے بات سننے کا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ عاقل شاہ صاحب، بات سن لیں، جو کہنا ہے وہ بعد میں کہیں۔

میاں عبدالستار لالیکا ۔ یہ شور مچائیں گے کہ حقائق چھپے رہیں۔ یہ حقائق سے ڈر رہے ہیں۔ جناب ہمیں اپنے سارے بھائی اتنے ہی عزیز ہیں ، ہم نے figure کی بات نہیں کی۔ جہاں تک انہوں نے کہا pilferage ہوتی ہے، جو imported wheat ہے وہ جہاز سے اترتے ہی ہم صوبائی

وزیر خوراک کے حوالے کر دیتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان ۔ منسٹر صاحب جذبات میں آ گئے اور کہتے ہیں مسلم لیگی ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں، نہیں، جذبات میں کوئی نہیں آئے۔ میں پہلے کہہ رہا تھا کہ ہر ایک کا بات کرنے کا اپنا ایک لہجہ ہے۔

جناب محمد زاہد خان۔ جب ہمارے ساتھی اپنے لہجے میں اس طریقے سے بات کرتے تھے تو ان کو اعتراض تھا۔ اس لئے میں ذرا نرم لہجے سے بات کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہم مسلم لیگی چاروں صوبوں کے رہنے والوں کو بھائی سمجھتے ہیں ' آپ بھائی کیسے سمجھتے ہیں ' آپ نے کہا کہ پنجاب نے ہمارے صوبے کو گندم دی ہے۔ وہ آٹا پیسے لے کر دیا ہے ' ہمارے بجلی کے پیسے تو Centre لیتا ہے ' ہمیں تو اس کے اختیارات دیتے نہیں ہیں۔ آپ ہمیں بجلی کے اختیارات دے دیں پھر ہم خود آپ کے صوبے کو دے دیں گے۔ وہاں پر تو حکومت آپ کی ہے' دو دن اس پر بحث چلی آپ نے اپنی Provincial حکومت سے پوچھا کہ سینٹ میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ آپ بتائیں کہ وہاں پر problem کیا ہے' آٹا کیوں نہیں مل رہاہے اور اگر مل رہا ہے تو یہ ریٹ میں کیوں فرق ہے۔ آپ صوبے کی بات کر رہے ہیں ' پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ پنجاب میں تو 138/= روپے ہے ' آپ کہتے ہیں کہ جی وہ subsidy دے رہے ہیں ' وہ وسائل کہاں سے آ رہے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ وسائل کہاں سے لا رہے ہیں' جو وسائل ہمارے پاس ہیں اس کے اختیارات کو تو آپ نے سنٹر میں رکھا ہوا ہے' جو وسائل آپ کے پاس ہیں اس کو آپ نے پنجاب میں رکھا ہے۔ آپ یہ دوغلی پالیسی کر رہے ہیں اور بھائی کی بات بالکل غلط کر رہے ہیں۔ اس ملک میں پنجاب حکمرانی کر رہا ہے اور وہ دوسرے صوبوں کو غلام سمجھ رہے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ اس کو بھی یہ right دیتے کہ اپنے صوبے کے حقوق کو تو بچا لیتے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود۔ جناب مجھے یہ بحث سن کر بڑا دکھ ہوا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بحث ایک ایسی نہج پر چلی گئی ہے جہاں اس کو نہیں جانا چاہیئے تھا۔ پہلی بات یہ کہ وزیر صاحب نے یہ کہا کہ جناب پنجاب حکومت یہ ہے اور وہ ہے' اس کے جواب میں میرے

بھائی زاہد خان نے بھی کچھ کہا۔ جناب بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بڑی دیر سے ایک اصول چلا آرہا ہے کہ جو consumer products ہیں اور ایک لحاظ سے بجلی بھی consumer product ہے ، آتا ہے ، کوشش کی جاتی ہے کہ ان کو سارے پاکستان کے عوام کو یکساں قیمت پر دیا جائے ۔ مثال کے طور پر کراچی میں گندم اترتی ہے ، کراچی میں Petroleum اترتا ہے تو اگر یہ کہا جائے کہ کراچی میں کیونکہ transportation cost نہیں ہے اس لئے کراچی کے شہریوں کو سستا دیں اور پشاور کے شہریوں کو زیادہ قیمت پر دیں تو یہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے ۔ یہ بات چلے گی تو لمبی ہوتی جائے گی ۔ وہ کہیں گے کہ بلوچستان میں سوئی گیس نکلتی ہے اس لئے بلوچستان میں سوئی گیس کی قیمت کم ہونی چاہیے اور سیالکوٹ میں اس کی قیمت زیادہ ہونی چاہیے ۔ یا پھر جیسے میرے بھائی زاہد خان نے کہا کہ جناب تربیلہ سے بجلی نکلتی ہے تو ٹھیک ہے ، ہمیں آپ رائلٹی نہیں دے رہے ہیں ' اگر آپ ہمیں رائلٹی دیں تو ہم تو اپنے شہریوں کو بجلی آدھی سے بھی کم قیمت پر دیں گے ۔ تو وزیر صاحب نے جو یہ ساری گفتگو کی ہے اس سے انہوں نے بحث کو ایک ایسی سمت میں موڑ دیا جو میں سمجھتا ہوں قومی طور پر نا مناسب بات ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے ۔ پنجاب حکومت کے جو بھی وسائل ہوں ، پنجاب حکومت کی جو بھی خواہش ہو ' پتہ نہیں وہ کس طرح کر رہے ہیں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق پنجاب حکومت بھی اس وقت تقریباً bankrupt ہے ' پتہ نہیں کس طرح کر رہے ہیں۔ بہرحال اگر وہ کر رہے ہیں تو وفاقی حکومت اور وزیر صاحب اور وزیراعظم صاحب کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے ۔ اس سے باقی صوبوں کے اندر حق تلفی کا ایک سوال پیدا ہو گا کہ جی کیا وجہ ہے کہ آٹے جیسی ضروری چیز کا ریٹ مختلف ہے ۔ اب میں پنجاب سے ہوںاور مجھے دکھ ہوا کہ میرے بھائی نے کہا کہ پنجاب ایسا کر رہا ہے۔ As a Punjabi میں کہہ رہا ہوں اور مجھے اس چیز کا احساس ہے کہ اگر یہ واقعی درست ہے کہ پنجاب کا آدمی 138 روپے میں تھیلا لے اور سرحد کا 215 روپے میں تھیلا لے تو قدرتی بات ہے کہ جب اخباروں میں آئے گا ' جب بات اچھلے گی تو لوگوں کے ذہن میں یہ آئے گا کہ کیوں پنجاب کے لوگوں کو ایسے مل رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب حکومت سبسڈی دینا چاہے بھی اور ان کے پاس وسائل ہوں بھی تو تب بھی وفاقی حکومت کو ایسا کرنے سے روکنا چاہیے کیونکہ وفاقی حکومت کو سارے ملک پر نظر رکھنی ہے ۔ وفاقی حکومت کو کچھ دانشمندی سے اس پر چلنا چاہیے اور دانشمندی یہ ہے کہ شہباز شریف

صاحب جو کہ اب پتہ نہیں کہاں کہاں یاترا کرنے کے پروگرام بنارہے ہیں ' ان کو کہا جائے کہ بھائی صاحب ! آپ ایسا نہ کریں۔ اس پر آپ اگر کوئی سبسڈی دینا چاہتے ہیں تو آپ کوئی اور چیز ڈھونڈ لیں جس پر آپ پنجاب کے لوگوں کو سبسڈی دے دیں ۔ لیکن آپ آٹے جیسی sensitive چیز پر ایسا نہ کریں۔ تو اب دو تین دفعہ وزیر صاحب یہ بیان دے چکے ہیں اس ہاؤس میں اور آج سے مہینہ پہلے بھی انہوں نے یہ بیان دیا تھا۔ یہ کہنا بڑا آسان ہے، مجھے افسوس ہے کہ وہ میری بات بھی نہیں سن رہے ہیں ۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو وہ پوری بات بھی نہیں سنتے۔تو میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

جناب شفقت محمود۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر سبسڈی دی ہے تو آپ وزیراعظم سے کہیں اور آپ خود اس معاملے میں تحریک کریں کہ سارے پاکستان کے اندر آٹے کی قیمت یکساں ہونی چاہیے تاکہ کسی کو احساس محرومی نہ ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی بشیر احمد مٹہ صاحب۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب اگر آپ مجھے اجازت دے دیں جی۔ This discussion is on a point of order, I want to wind up, let me answer sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ لالیکا صاحب ! جی فرمائیے ۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ جناب والا! جہاں تک میرے بھائی سینیٹر زاہد صاحب نے کہا کہ ہم Provincial government سے پوچھ گچھ کریں۔ ہماری جماعت صوبائی خود مختاری پر پورا یقین رکھتی ہے۔ آج وہ ہمیں دعوت دے رہے کہ ہم Provincial autonomy پر حملہ آور ہوں' ہم قطعاً ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ۔

جناب والا! جہاں تک انہوں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا ہے ' انشاء اللہ میں آئندہ آٹھ دنوں میں صوبہ سرحد کا دورہ کروں گا اور پوری کوشش کروں گا کہ میرے بھائی زاہد خان کو اس ضمن میں جو شکایت ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ انہیں اپنے ساتھ لے جائیں۔

میاں عبدالستار لالیکا۔ وہ میرے ہمراہ چلیں ' وہ میری سر آنکھوں پر' میری پلکوں پر اگر وہ میرے ساتھ چلیں۔ جہاں تک سینیٹر شفقت محمود صاحب نے کہا کہ middle of the road اب جناب میں حکومت پاکستان کا بھی ترجمان ہوں' پھر میری ایک جماعت مسلم لیگ ہے مجھے اس کا بھی point of view project کرنا ہوتا ہے ۔ سینیٹر زاہد خان بڑے کٹر ANP کے ساتھی ہیں ' برے ' اچھے وقتوں میں بھی وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ پچھلے 30 ماہ سے سینیٹر شفقت محمود middle of the road ہیں' میں middle of the road شاید نہ ہو سکوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بشیر احمد مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس مسئلے کا حل چاہتے ہیں ۔ ہم نے یہ مسئلہ کئی بار اس فلور پر اٹھایا ہے۔ جناب والا! پشاور کی صرف روکھی روٹی اگر آپ نے پہلے کھائی ہو تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس کے ساتھ سالن کی بھی ضرورت نہیں ہوتی تھی یعنی ایسا اس کا اچھا ذائقہ ہوتا تھا۔ اگر اب کوئی تندور سے جا کر روٹی لے لے تو خود اسے پتا چل جائے گا کہ اب کیا صورتحال ہے ۔

جناب والا! میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم remedial solution چاہتے ہیں تاکہ اس مسئلے کا مداوا ہو جائے ۔ میری تجویز ہے کہ اس کے لئے ایک Special Committee بنائیں یا Food کی کمیٹی کو یہ mandate دیں کہ وہ وہاں جاکر اس کی جانچ پڑتال کرے۔ وہ مرکزی حکومت کے ساتھ بھی بیٹھیں اور صوبائی حکومت کے ساتھ بھی بیٹھیں اور اس کا وہ ایک collective حل تلاش کریں۔

جناب والا ! یہ کہتے ہیں کہ آٹا smuggle ہوتا ہے ' گندم smuggle ہوتی ہے۔ اس چیز کو روکنا کس کا کام ہے ۔ یہ ہم نہیں کر سکتے اور نہ اکیلی صوبائی حکومت کر سکتی ہے ۔ سنٹرل اور صوبائی حکومتیں آپس میں coordinate کر کے اس چیز کو کنٹرول کر سکتی ہیں۔ اگر وہاں کے تاجر' mill owners یا distributors اس کام میں کوئی کوتاہی کرتے ہیں اور گندم کی scarcity پیدا کرتے ہیں تو اس میں پارلیمنٹ' وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت مل کر اس چیز کا حل نکال سکتے ہیں۔

جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس ہاؤس کی ایک Special Committee بنائیں'

اگر اس پر وہ متفق نہیں ہوتے تو پھر یہ mandate وزیر صاحب Food & Agriculture کی کمیٹی کو دے دیں جو وہاں on the spot investigation کرے اور اس کے لئے ایک حل تلاش کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ میرے خیال میں جیسا لالیکا صاحب نے کہا صوبہ سرحد کے Senators ان کے ساتھ چلے جائیں اور دیکھ لیں کہ وہ کیا مسئلہ ہے ۔ اس مسئلے کو پھر بھی سینٹ میں اٹھایا جا سکتا ہے۔ جی شیخ صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ۔ جناب والا! لالیکا صاحب کی تقریر سن کر مجھے ایک بڑی پریشانی سی ہوئی ہے ۔ جہاں تک Constitution and Provincial autonomy کا تعلق ہے ہم بھی اس بات کے قائل ہیں اور لالیکا صاحب سے زیادہ اس کے قائل ہیں۔ Provincial autonomy کا جو حال انہوں نے سندھ میں کیا ہے وہ تو ساری دنیا پر ظاہر ہے ۔ اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں ہے۔

جناب والا! انہوں نے یہاں ایک بات اشارۃً کہی کہ میری ایک پولیٹیکل پارٹی بھی ہے اور اس پارٹی کا نام مسلم لیگ ہے ۔ ہم تو پچھلے پچپن سال سے یہی سمجھتے رہے ہیں --- مجھے قائد اعظم کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے بڑے بڑے رہنماؤں ' جیسا کہ اجمل خٹک صاحب ہیں ' ان کے ساتھ کام کیا تو political parties میں Provincial autonomy نہیں ہوتی ' وہ Constitution کے تابع نہیں ہوتے اور گورنمنٹ کی planning بنیادی طور پر political parties کرتی ہیں ۔ آج ان کی تقریر سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ ان کی مسلم لیگ کا کوئی حسب نسب نہیں ہے ' وہ کوئی political party کی حیثیت نہیں رکھتی ' ان کا think tank نہیں ہے اور وہ سوچنے والے نہیں ہیں کہ کس جگہ پر کس طرح کیا جائے۔ سمگلنگ کو کیسے روکا جاسکتا ہے۔ میرے دوست تو فرنٹیئر کی بات کرتے ہیں۔ کم از کم ۱۵ دن آدھے پنجاب میں بھی آٹا موجود نہیں تھا۔ لوگوں نے پتہ نہیں کس طرح گزارہ کیا ہے۔ دوست کہہ رہے ہیں کہ پنجاب میں آٹا سستا بک رہا ہے لیکن آٹا بکتا ہی نہیں ہے' موجود ہی نہیں ہے۔ میں خود گیا ہوں اور لون صاحب نے بھی اس دن بات کی ہے کہ میں لاہور کے سب سے بڑے سٹور پنجاب سٹور میں آٹا لینے کے لئے گیا ہوں اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس آٹا نہیں ہے۔ ان کو تو کچھ پتہ نہیں ہے۔ جو

کوئی لکھ کر دیتا ہے سیکریٹری، ڈائریکٹر وغیرہ، وہ یہاں تقریر کر کے ہمیں سنا دیتے ہیں۔ دیہاتوں کا تو حال ہی چھوڑیں کہ وہاں پر کس طرح لوگ کچی فصلیں کاٹ کر گزارہ کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ جی قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ، جناب چیئرمین! مجھے بہت ہی افسوس ہوا کہ وزیر موصوف بہت ہی منجھے ہوئے اور کافی پرانے سیاستدان ہیں اور آئین سے بھی واقف ہیں اور خاص طور پر اپنے محکمے سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اب وہ یہ کہتے ہیں کہ جی پنجاب میں ۲۰ لاکھ یا ۲۲ لاکھ ٹن گندم ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے اگلے سال کی رکھی ہوئی گندم تھی اس کو ملاکر انہوں نے پھر دیکھا اور کہا کہ یہ قیمت کم کر دیں۔ اب تو ایک بات یہ ہے کہ گندم کو regulate کرنا فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہے۔ گندم کی قیمت ، کاٹن کی قیمت یا گنے کی قیمت تو فیڈرل گورنمنٹ مقرر کرتی ہے۔ ایک صوبے میں surplus ہے۔ دوسرا صوبہ کسی چیز میں surplus نہیں ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر صوبے قیمتیں خود مقرر کریں۔ جو surplus میں ہے وہ ۱۰ کی بجائے ۵ روپے کر دے اور جو shortage میں ہے وہ ۱۰ کی بجائے ۲۰ روپے کر دے۔ پھر ملک کی economy ایک نہ ہوئی۔ پھر آئین کے تحت economy کا جو تصور ہے وہ بالکل مجروح ہوتا ہے۔ تو اس لئے بڑے افسوس کی بات ہے اور یہ against the principles of Constitution ہے کہ price fixation اس لئے ہوتی ہے کہ عام آدمی کو یا جو صوبے shortage میں ہیں ان کو بھی اس قیمت پر ملے جس قیمت پر surplus علاقے کو ملتا ہے۔ انہوں نے جو آئین اور صوبائی خود مختاری کی بات کی ہے ۔ اس میں بھی میں کہتا ہوں وہ بھی صوبائی حکومت نے brief کیا ہے۔ انہوں نے تمام صوبائی حکومتوں کو احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ آپ لوگوں کو نوکریاں دیں، کیونکہ ہم نے ban کو ختم کر دیا ہے۔ نوکریاں دینا صوبوں کا کام نہیں ہے یہ مرکزی حکومت کا کام ہے۔ صوبے کوئی نوکری نہیں دے سکتے نہ روک سکتے ہیں ۔ یہ تو ان کا صوبائی خودمختاری کا تصور ہے۔ سندھ کی تو حالت ہی نہ پوچھیں۔ سندھ کی حالت تو بہت ہی خراب ہے۔ میں اس پر پھر کبھی بات کروں گا۔ سرسبز علاقہ ہے اس کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ اس کی حالت اتنی خراب ہے۔ نہ صرف Law and Order کی بلکہ Law and Order کی آڑ میں انہوں نے سب کچھ لے لیا ہے۔ انہوں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر wheat regulation کی breach ہوتی ہے تو پھر تمام اجناس کی

breach ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی نثار محمد خان صاحب، مختصر بات کریں۔

جناب نثار محمد خان: جی بالکل مختصر، میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ مختصر بات کروں۔ میں خود بھی مختصر ہوں اور میری کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ مختصر رہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم دونوں ہیں۔

جناب نثار محمد خان: جناب چیئرمین! آٹے کی بات ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے - جناب چیئرمین! ہم اپنے آپ کو زرعی ملک کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ پچھلے سال بھی ہم آٹے اور گندم کا رونا رو رہے تھے اور اس سال پھر۔ میں نے جناب اس فلور سے تجویز دی تھی۔ ہمارے زراعت کے وزیر، خوش قسمتی سے آج وہ یہاں پر تشریف فرما ہیں، ان کو بھی یہ تجویز دی تھی۔ وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد نے بھی یہ تجویز دی تھی کہ آپ گندم کے نرخ کو بڑھائیں۔ ہم سمگلنگ کا رونا رو رہے ہیں، اپنے آپ کو ہم زرعی ملک بھی کہتے ہیں، پھر اسمگلنگ کیسے ہو رہی ہے۔ یہاں پر اپنے کھانے کے لئے تو آٹا نہیں مل رہا ہے۔ صوبہ سرحد کو چھوڑیں۔ ہم اخباروں میں پڑھتے رہے ہیں پنجاب کے متعلق بھی یہی صورتحال ہے کہ وہاں پر قطاریں لگتی رہی ہیں اور آٹے کی کمی ہے، گندم کی کمی ہے۔ اس کا واحد علاج یہ ہے کہ ان کے نرخ بڑھائیں۔ کاشتکار گنا کیوں اگاتے ہیں، وہ اس لئے کہ گنا مجھے زیادہ پیسہ دیتا ہے، تمباکو مجھے زیادہ پیسہ دیتا ہے، چقندر مجھے زیادہ پیسہ دیتا ہے، باغات مجھے زیادہ پیسے دیتے ہیں، پنجاب میں کپاس اور چاول، گندم سے زیادہ پیسہ دیتے ہیں۔ اسی طرح سندھ میں ہے، تو لوگ پھر گندم کے لئے کیوں جائیں۔ حکومت کی پالیسی غلط ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ گندم کی support price ان کے ساتھ برابری پر لائے تو پھر کسان یا کاشتکار خود بخود گندم کی طرف توجہ کر دے گا اور یہ جو shortage ہے سارے پاکستان میں، یہ shortage نہیں رہے گی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم export کی position میں آئیں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خواجہ قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین: جناب بڑی مختصر بات کروں گا دو چیزوں پر۔ ایک تو یہ کہ ہمارے بہت منجھے ہوئے سیاست دان شیخ رفیق صاحب نے فرمایا کہ سیاسی پارٹی آئین کے تابع

نہیں ہوتی۔ اور ساتھ ساتھ انہوں نے contradictory statement بھی دے دیا۔ یہی سیاسی پارٹیاں گورنمنٹ کی پالیسیاں بھی بناتی ہیں۔پہلے اس کا clarification تھا۔ دوسری بات جو میں کہوں گا وہ Provincial autonomy کے بارے میں ہےجوہماری حکومت کے اوپر تنقید کر رہے ہیں ۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ خواجہ صاحب اس میں۔

خواجہ قطب الدین ۔ بات کرنے دیں۔

جناب عبدالستار لالیکا ۔ جناب بات کرنے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ لالیکا صاحب آپ مجھے بات کرنے دیں آپ مجھے dictate نہ کریں آپ مجھے بار بار dictate کر رہے ہیں کہ انہیں بات کرنے دیں۔ آپ آٹے کی بات کریں۔

(مداخلت)

خواجہ قطب الدین ۔ بہتر جناب ' اب آٹے کی بات کے اوپر میں معزز سینیٹر نثار محمد خان صاحب کی بات کو support کرتے ہوئے ایک بات کہوں گا کہ اس گورنمنٹ نے بڑا realistic view لیا ہے' یعنی ہماری جو agricultural problems تھیں اور اس سلسلے میں پچھلے سال support price بڑھائی گئی۔ اور ایک comprehensive package دیا گیا جس کی وجہ سے wheat production بڑھی۔ میں سینیٹر نثار صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارا پھر سے reappraisal کرنا ہوگا کہ گندم کی جو support price اس حکومت نے بڑھائی تھی ۔ جس کی وجہ سے بڑا positive effect ہوا اور جس کو پورے ملک نے سراہا۔ آیا ہمیں پھر اس کو دیکھ کر support price بڑھانے کی ضرورت ہے یا نہیں اس بات کو بھی میں سپورٹ کروں گا ۔ لہذا اس بات کو پھر سے reiterate کرتا ہوں کہ یہ مسلم لیگ کی حکومت تھی ' نواز شریف کی جس نے ایک comprehensive agricultural package دیا جس سے agricultural sector میںبہت بڑا نمایاں فرق آیا۔ industry and trade نے وہ progress show نہیں کی جو ایگریکلچرل نے show کی اس کے لئے نواز شریف صاحب کو اور ہمارے Federal Agriculture Minister صاحب کو مبارکباد دینی چاہیے۔ تنقید آپ کر رہے ہیں ٹھیک ہےتنقید آپ کریں ۔ صحیح بات ہے

برابر تنقید کریں لیکن جو بات صحیح ہے اس کو appreciate کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ خواجہ صاحب۔ صحیح فرما رہے۔ عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ : مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں ' یہاں پر اصل میں equal rights کی بات ہو رہی ہے۔ صوبوں کی production کی بات ہو رہی ہے پھر اس کی equal distribution کی بات ہو رہی ہے۔ میں اب آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ پختونخواہ 18 پیسے پر بجلی produce کرتا ہے کسی جگہ پر ڈیزل پر دو روپے پر' کوئلہ پر تین روپے پر ہوتی ہوگی۔ اس کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر ایک ہی قیمت کے اوپر پورے پاکستان میں بجلی تقسیم کی جاتی ہے۔ ہم یہ فارمولہ مانتے ہیں۔ مگر جس وقت آٹے کی بات ہوتی ہے تو اس وقت ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ جھگڑا صرف اس بات کا ہے۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں جیسا کہ سینیٹر زاہد خان صاحب نے کہا کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہمارا produce جو ہے وہ equal distribute ہو رہا ہے آپ کا produce اگر آٹا ہے تو کیا وجہ ہے 138 روپے کا حسن ابدال میں ملتا ہے 200 روپے کا نوشہرہ میں ملتا ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ پالیسی ان کی غلط ہے اگر وہاں پر سمگلنگ ہو رہی ہے تو سمگلنگ کو کون چیک کرے گا۔ عوام جا کر تو نہیں چیک کرے گی۔ سمگلنگ بھی حکومت ہی چیک کرے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو embargo ہے یہ ختم کیا جائے اور سارے پاکستان میں آٹے کا ایک ہی ریٹ ہو۔ طورخم سے لے کر کراچی تک آٹے کا ایک ہی ریٹ ہو صرف اتنی سی بات ہے۔ subsidy تو یہ خود دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے سارے پاکستان کو subsidy تو دینی ہے اور جب ہم بات کرتے ہیں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ Provincial autonomy کی بات کر رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اگر صرف ہمیں بجلی کی رائلٹی دے دیں تو ہم آپ سے آٹا لیتے ہی نہیں ہیں ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ڈائریکٹ باہر سے منگوا سکتے ہیں ' ہم جہاز سے منگوا سکتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے وہ سمجھ نہیں پا رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : حاجی جاوید اقبال عباسی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی : بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیئرمین' بہت باتیں ہو چکی ہیں اور جیسا کہ نثار محمد خان صاحب نے کہا کہ پچھلے سال ہمارے جو زراعت کے منسٹر صاحب تھے انہوں نے ایک کنونشن بلا کر ایک package دیا تھا اس میں گندم کے ریٹ میں اضافہ کیا

گیا تھا اور اس دفعہ ہمیں باہر سے کم منگوانی پڑی ۔ جناب چیئرمین! میری ان سے یہ گزارش ہے کہ پاکستان بننے سے آج دن تک گندم کی پالیسی ایک ہی رہی ہے اور پورے پاکستان کے اندر گورنمنٹ ، چاہے صوبہ سرحد ہے ، بلوچستان ہے ، سندھ ہے ، یا پنجاب ، ایک نرخ پر اپنے سرکاری گوداموں سے گندم مہیا کرتی تھی۔ اس دفعہ یہ ہوا کہ پنجاب گورنمنٹ subsidy دیکر ساڑھے پانچ سو روپے بوری گندم دے رہی ہے اور سات سو روپے این ڈبلیو ایف پی میں یہ فرق ڈیڑھ سو روپے کا آ رہا ہے میں نے متعدد بار اپنے وزیر موصوف صاحب سے کہا کہ ہمارے تینوں صوبے سندھ ، بلوچستان ، فرنٹیئر یہ پسماندہ ہیں اور غریب ہیں آپ مہربانی کریں کہ مرکزی حکومت سے منظوری لے کر وہ subsidy جو پنجاب کی حکومت خود دے رہی ہے وہ ہمیں بھی subsidy ملنی چاہیئے ۔ جو گندم کا پیکج انہوں نے پچھلے سال دیا تھا کنونشن بلا کر اس میں میری ان سے گزارش ہے کہ اس دفعہ پھر بھی اگر یہ تھوڑا سا گندم کا ریٹ بڑھا دیں تو شاید یہ shortage ختم ہو جائے اور ہماری حکومت کے نام کوئی اس قسم کا مسئلہ نہیں ہے لیکن آنے والے وقت میں شاید ہمیں گندم باہر سے نہ منگوانی پڑے اور میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ پورے پاکستان میں ایک پالیسی ہونی چاہیئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ آٹے کے متعلق قطعی نہیں بولوں گا۔ میں کوئی اور مسئلہ اٹھا رہا ہوں جو ایوان کے مجموعی وقار سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ وزیر اطلاعات یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو اس لئے میں یہ چاہتا تھا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یعنی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ نہیں ، وہ ہاؤس کے وقار کا مسئلہ ہے اس کو آپ جو بھی نام دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں ، اب ایک مسئلہ ہے اس کو تو ختم کرنے دیں۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ یہ تو جناب ختم ہو چکا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ نہیں ہوا۔ ابھی وہ بات کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: زاہد صاحب اس پہ اب کافی بات چیت ہو گئی ہے ۔ اب راشدی صاحب کو بات کرنے دیں۔میں تو چاہتا تھا کہ آج ایجنڈے کے مطابق چلیں اور اسے پورا کر دیں۔ لیکن میرے خیال میں آپ لوگ یہ نہیں چاہتے۔ جی راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آج کافی controversial agenda آپ نے نمٹا دیا ہے۔ وہ تو ابھی ہو گیا۔ اب میں point of order پہ ہوں۔ جناب گزارش یہ ہے کہ یہ حکومت کافی عرصے سے دعویٰ کر رہی ہے کہ انہوں نے ٹیلی ویژن پہ بالکل آزادی دے رکھی ہے اور خاص طور پر سینٹ کی کارروائی اور قومی اسمبلی کی کارروائی، question hour تک جو محدود ہے وہ ٹیلی ویژن پہ بغیر editing کے دکھائی جاتی ہے۔ اس بات کا مشاہد حسین صاحب ہمیشہ زور شور سے چرچہ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے جب اجلاس ہوتے تھے تو ممبران سے اس اجلاس کی کارروائی پہ ان کے views لئے جاتے تھے۔ جو سلسلہ اب انہوں نے منقطع کردیا ہے ۔ مگر چونکہ انہوں نے question hour کا سلسلہ چلا دیا تھا ۔ اب ان کو وہ وعدہ چونکہ نبھانا ہے تو اس کا طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ یہ سینٹ کی کارروائی رات کو ڈیڑھ بجے پونے دو بجے دکھائی جاتی ہے۔ اس پہ جناب مشاہد حسین صاحب کہتے ہیں کہ صاحب ہم نے یہ کر دیا ہے۔

۱۶ فروری کو جناب چیئرمین! میں نے دیکھا تو رات کو بارہ بجے گانے بجانے کا پروگرام ہوا۔ اس کے بعد رات کو سوا ایک بجے کراچی میں گدھے گاڑیوں کی race ہوئی ۔ وہ دکھائی گئی اور رات کو پونے دو بجے انہوں نے سینٹ کی کارروائی دکھائی ہے۔ اب آپ ہمیں بتائیں کہ اگر گدھوں کی race سے پہلے ہماری کارروائی دکھاتے تو بھی کوئی بات بنتی تھی ۔ گانے کو تو ہم بھی قبول کرتے ہیں ۔ مگر گدھوں کو ہم پہ فوقیت دینا کافی قابل اعتراض بات ہے۔ میں جناب مشاہد حسین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی recording منگوا کر دیکھیں کہ وہ کس وقت telecast ہوا تھا اور گدھے ہم سے پہلے تھے یا نہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مشاہد صاحب اس بارے میں آپ کیا کہیں گے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: اب انہوں نے گدھوں کی ممبران سے مشابہت کی ہے اس کو حذف کیا جائے اور ان سے گزارش کی جائے کہ آئندہ ایسی مشابہت نہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے مشابہت نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ گدھوں کو ہم پہ اولیت دی ہے۔ انہیں پہلے دکھایا گیا ہے۔ ہمیں بعد میں۔

جناب حسین شاہ راشدی: میں نے جناب مشابہت نہیں کی۔ میں نے کہا کہ حکومت نے گدھوں کو ہم پہ فوقیت دی ہے۔

جناب مشاہد حسین سید: میرے خیال میں اس میں کوئی doubt نہیں کہ we are the first government in Pakistan's history جو اتنی open, transparent اور democratic information policy لائے ہیں۔ جو بھی پروگرام ہوتے ہیں' چاہے open forum ہو جو کہ unedited programme ہے جہاں وزیر آتے ہیں۔ لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہیں اور تنقید پوری طرح برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمنے جو question hour دکھانا شروع کیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کا ہے۔ اس کی بھی کوئی editing نہیں ہوتی۔ صرف اگر کبھی delay ہو جاتا ہے تو اس کی کوئی political reasons نہیں ہیں۔ commercial reasons ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے جو باقی پروگرام ہیں وہ financially sponsored ہوتے ہیں۔ یہ پروگرام ہم as a public service کر رہے ہیں۔ عوام کو educate کرنے کے لئے اور پارلیمنٹ کے بارے میں awareness create کرنے کے لئے۔ ایک آدھ دفعہ تو ایسا ہوا ہو گا۔ بہرحال normally ایسا نہیں ہوتا اورحسین شاہ راشدی صاحب خود ٹی وی پہ آئے تھے۔ ان کا بڑا زبر دست interview ہوا تھا۔ جس سے ان کی عوام میں مقبولیت بہت بڑھی ہے۔ as a دانشور and as a progressive politician کے۔ thank you۔

جناب حسین شاہ راشدی: جناب میں یہ عرض کروں گا کہ میری جو صلاحیت ہے اس میں آپ کے certificate کی ضرورت نہیں وہ تو پیدائشی ہے ہی۔ میں فقط بات کر رہا تھا کہ گدھوں کو آپ نے ہم سے پہلے کیسے دکھایا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عالی صاحب فرمائیے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب یہ سب گدھے کو نہایت گدھا بناتے ہیں تو مجھے یقین نہیں تھا کہ میرے دوست راشدی صاحب بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ انہوں نے بیچارے گدھوں کو تو گدھا بنایا ہے۔ ان کو بنتا رہنے دیں۔ اس کی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا

خیال ہے اس بات کو بڑھانا نہیں چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : مہربانی جناب ۔ The House is adjourned till tomorrow at 5.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Tuesday, March 02, 1999].